

RARE BOOK  
NOT TO BE ISSUED

# برقی پختہ م ہے

یہ برقی رسالہ آسان عبارت میں موجودات ہستی کے مطلق اوصاف و  
برحق کی پیدائش کے اہلکار کو عیاں اور رموز کو نمایاں کرتا ہے جو  
درس سے مدد رسو کو بخیرانی اور جبکہ ادراک سے مدد کو بخیر گردانی تھی  
اسکی مانند دوسرا رسالہ شرفی زبان میں کیا ہے معلوم تھا ہر محقق کا پیش نظر کا شیئہ تر

## رموز مسموم

CHECKED 1993

### ماہیت تکون موجودات

جسکو عالم میں داخل ہونے والی ذات اللہ تعالیٰ محمد علیہ السلام کی کلیاتی سیرت و سنت  
پر دلچسپی اور تامل سے تمام کائنات کو پیدا ہونے کا یہ حق علیہ السلام کو انحصار کیا ہے  
کیا گویا وہی عالم کو جنم دینا ہے

CHECKED

برقی پختہ م ہے

برقی پختہ م ہے

Checked 1987

# تشریح

نحمدہ وفضل کتاب رموز ہستی کے نام ہی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس میں جاہلیات کو گمراہی و سیال اور حقائق  
مکملات اور فضا، بسیط اور جو محیط اور نظام عالم علوی و غلی کے پہچاننے کے کیسے دلائل ہیں۔ بیشک انسان آفتاب حقیقت کا ایک  
ذرہ ہے مگر لامتی محض نہیں۔ ذرہ کو کبھی اپنی وجود میں آفتاب سے اک نسبت ہی نسبت ہی نہیں بلکہ آفتاب کی جھلک اور اس کو پروردگار کی  
عطا کردہ ہے جسکی قوت سے وہ ہر وقت اوڑھتا رہتا ہے یعنی اسکی تابناکی دیکھنے والوں کی آنکھوں میں بجلی کی چمکوں کی  
طرح پہرتی رہتی ہے۔ انسان بڑیکہ اک ذرہ ہے لیکن میا ہی ذرہ ہے جیسے غرضہ حقیقت الہی کہ مقابلہ میں آفتاب بتائی ہوئی  
مگر مروجہ ایسے دیکھیں جنہوں نے دنیا کی آنکھوں پر تحریر کی نقاب ڈال دی ہے۔ کتاب رموز ہستی اس نقاب کا ہٹانا  
اور حقیقت کا جلوہ دکھانا چاہتی ہے یہ مقولہ عام صحیح ہے کہ خدا کی باتیں خدا ہی جانتی ہیں لیکن انسان بھی کچھ  
جانے جسکو قدرت الہی نے جانتے اور پہچانتے کے دلائل عقل اور اک تیز عطا فرمائی ہے جناب باری فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَعْلَمُونَ  
وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُونَ یعنی جاننے والے اور نہ جاننے والے (علماء اور جہلہ) ہر کہ برابر نہیں دیکھ رہے ہی کہ انکو  
حقائق موجودات کا علم ہے اور یہ علم جناب باری کی ذات یا صفات کے جاننے کا اگر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات  
کا حقد زیادہ علم ہوگا اور بقدر صلاح کے وجود کا علم ہوگا اور زمی کی سونے کے دیکھنے سے سونے کی صفت معلوم ہوگی اور  
نقدیہ اور انجن کے دیکھنے اور انکے چلنے سوانی صناع کی صفت معلوم ہوگی اب کیا کوئی کہہ سکتا ہو کہ صفت ایک سونے  
کا دیکھنے والا اور اسکی صفت پر غور کرے تو اس شخص کی برابر سے جسے توپ اور انجن کے پرزروں اور اونچے اسٹیم پر غور  
کیا ہے ملک اور قوم کو جو محقق۔ تحریر مدقن اسلامی نظام اسلام کی مکمل عالم جناب کمالات انشاء مولانا محمد عبدالرحمن صاحب کی  
کا شکرت گزارنا چاہتا ہے کہ حقیقت کی پردہ کا گوشہ فکر رموز ہستی اور غور و غفلت کی جھلک دکھانا چاہتا ہے یہی فلسفیات طبعیاتیات وغیرہ  
علم فنون کے جو سائل بڑے بڑے مضبوط اور دقیق کتابوں میں تو اور جسکے سمجھنے کی علماء اور فضلا ہی کو قابلیت تھی  
انکو ترجمہ سے ایسا آسان اور ارزاں بلکہ مفت گنج باوقور و بنا دیا کہ جس شخص کو زبان اردو میں کچھ بھی سواد ہی وہ ہستی کی  
رموز سے اچھی طرح واقف ہو کر رسمی معنوں سے بچا اور پکا معنوں میں سمجھا ہی اس کتاب میں قدیم اور جدید دونوں علمی تحقیقات  
موجود ہیں ہمارے بنیاد تمام ناظرین کتاب کو اپنی دعائیں شریک کرنا چاہتا ہے کہ حضرت باری موصوف کی عزت جان نال  
میں زیادہ ترقی اختیار آپ کو وجود و باوجود کو اہل اسلام کے سر پر تادیر قائم رکھیں ابو ادیس احمد شجاعت اور شجاعت

بسم الله الرحمن الرحيم

## التماس مؤلف

رسالہ ہذا کی سہل ترین عبارت میں نہایت درجہ مشکل اور دقیق مسائل بیان ہوئے ہیں مشرقی بالغات خصوصاً اردو میں یہم اپنے جدید مضامین کے سبب سب سے قیمتی ہے ایک اعلیٰ شے کی پیدائش کی کہاں حقیقت ظاہر کرنا اور درجہ مشکل امر ہے۔ اور اس رسالہ میں تو تمام موجودات فضا کے نامتناہی اجزاء و شل خلا۔ حرارت۔ ثوابت۔ لالچہ و لالچہ۔ آفتاب۔ سیارے۔ کرہ زمین۔ اجسام منجمدہ حیوانات نباتات۔ جمادات۔ مستحیل۔ اور رہو ایک کی تکوین کی وجہ وجہ اور سبب مقول اور مدلل کو مختصر اور درجہ مشکل میں بیان کیا ہے۔ ایسے مضامین کے تذکرہ میں غلطیوں کا رہنا کئی سبب سے ہوتا ہے اول الوجہ کوئی مؤلف کسی کتاب کو نہاتا ہے تو دوسری کتابوں سے اس کو مطالبہ اور مضامین کا انتخاب کرنے پڑتے ہیں۔ تاہم اس میں غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اور اس رسالہ کے بعض نئے مسائل کو کسی کتاب سے انتخاب نہیں کئے گئے۔ اس لئے اس میں غلطیوں کا رہنا ضرور ہے۔ دوسرے مؤلف کی قلمیت استعداد غلطی رہ جانے کی شاہد حال ہے۔ اس لئے جیسے مضمون کا دستور ہے اس طرح سے میری غرض نہیں ہے بلکہ بلا تفتیش یہ بات ظاہر کی جاتی ہے کہ ناظرین پر متوجہ جہان کہیں اس کے مطالعہ میں غلطی پائیں اس کی اصلاح کریں یا بشرط زندگی مؤلف کو تردید اور اعتراف سے ممنون فرما کر جواب سے رفع شک و سہارہ لیں۔ اس رسالہ کی تین فصلیں ہیں اول کائنات کی پیدائش میں۔ دوسری عالم نامیہ کے سطح زمین پر ظاہر ہونے کے بیان میں تیسری فصل انسان کی ہستی میں۔ جو کہ یہ رسالہ اختصار سے کسی قدر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک جملہ تشریح طلب ہے اگر توفیق رفیق ہوئی۔ تو یہ مجمل بیان مفصل لکھا جائیگا۔ فقط

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## فصل اول ماہیت موجودات الاستثنائی العبادین!

جوستہ زمین کا آفتاب کی روشنی سے منور رہتا ہے دن کہلاتا ہے اور اس کے برعکس رات جو کہ ہر ایک سال تھم میں ایک نقطہ اعتدال بھی اور دوسری نقطہ اعتدال خلیفی میں بارہ بارہ عتہ کامل کا ہوتا ہے اور دن کو کوئی ستارہ بحر آفتاب کے نظر نہیں آتا۔ رات کو آسمان کی طرف دیکھنے سے بیشمار تارے نظر آئیں گے۔ اور جب دو زمین سے دیکھے جائیں گے تو ان کی قدرت حیرت انگیز ہوگی اور جب قدرۃ دو زمین ہوگی وہ کثرت از حد ترقی پذیر مشاہدہ میں آویں گی۔ حالانکہ دن میں سے ایک بھی دکھائی نہ لے گا۔ یہاں تک کہ عطار و دجو بہ نسبت اور سیاروں کے آفتاب سے قریب ہے وہ بھی بخوبی نظر نہ آئے گا۔ حالانکہ عطار و دجو کی دوری آفتاب سے ساڑھے تین کروڑ میل ہے۔ اور اپنے حجم میں اتنا بڑا ہے کہ اس کا قطر تین ہزار دو سو چوبیس میل ہے۔ جو اجرام اس سے چوڑے اور نزدیک ہیں وہ تو مطلق نظر نہ آئیں گے۔ بہت سی عجیب و غریب چیزیں جو آفتاب کے گرد و رہوں گی۔ ہم نہیں دیکھ سکتے اور وہ عجائبات ہمیشہ ہم سے چھپے ہوئے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب سورج گہن پورا ہوتا ہے۔ تو اندر پیرا ہو جانے سے ستارے نظر آنے لگتے ہیں حالانکہ پورا سورج گہن ہو نہیں سکتا۔

سورج گہن آفتاب اور زمین کے بیچ میں چاند کے آجانے سے ہوتا ہے۔ اور سورج سے زمین چارہ لاکھ حصوں سے ایک حصہ کے انداز میں کچھ لمبی کے ساتھ ہے۔ اور چاند زمین سے تیرہ حصہ چوڑا ہے۔ پس چاند کا بہ نسبت سورج کے نہایت درجہ چوڑا ہونا اس سے ظاہر ہے یعنی سورج کا قطر آٹھ لاکھ اسی حصہ اور چاند چوبیس میل۔ اور چاند کا قطر دو حصہ اور ایک سو شتر میل ہے۔ وہ اپنے چھوٹی پن سے کس طرح نہایت بڑے کرہ آفتاب کو اہل زمین سے



چہا سکتا ہے بہت سے عجیب غریب فلکی نہایت درجہ عجیب و غریب ہیں۔ منجملہ اوں کے راگوں تو بہت  
سیا رات۔ اقدار۔ جیشمار۔ ویدار تارے مختلف صورت اور رنگ کے اور منہا ہوں کا نظر کیسا  
کچھ عجیب دلاتا ہے۔ ثوابت نہایت دور ہیں۔ اور آپس میں ان کا بعد تہا ہی ہے۔ چنانچہ جو ثوابت شد  
سب میں بڑا اور سب سے قریب تر معلوم ہوتا ہے وہ ہم سے بہ نسبت بعد افتاب کے قریب لاکھ مرتبہ  
کے دوری رکھتا ہے۔ اور جو سب سے چوٹے چھوٹے ستارے دکھائی دیتے ہیں ان کی کوچکی زیادہ  
دور ہونے کے سبب ہے۔ چنانچہ افقی دوری کی نسبت کڑوڑوں ایلوں عددوں کی ترقی درج کو بزرگ احاطہ  
خیال کرنا چاہئے تمام قواعد ریاضی اور ہندسہ کے دوری کو نہیں دیکھ کر سکتے ہیں یہ وہ ثوابت ہیں جو نظر سے نہیں کیج سکتے  
سہاری ہینائی کام نہیں دیکھ سکتی اور جب کا نور ہو تک نہیں پہنچا وہ خارج از محبت ہیں۔ رفتار نور ایک ثانیہ میں قریب دو  
لاکھ میل کے ہے پس بہت سے ثوابت کی روشنی اتنا دے آفرینش تکائنات سے باوجود اس قدر فضا کے  
تا حال زمین تک نہ آئی اور پھر اسی قدر عرصہ نامتناہی تک بعد کے سبب نہ آئی گی کہ گہرے مڑے ہوئے  
کے عرصہ کو بیش کڑوڑ برس خیال کرتے ہیں پھر اس کے عرصہ زندگی کو اسی پر قیاس کیوں کر  
کر گہرے ارض سے تیرہ حصہ حجم میں اور چالیس حصہ مادہ میں کم ہے۔ اور گہرے ارضی زندہ ہے اس کی  
سیدائش کا عرصہ بہت زیادہ ہے۔ جس کا عدد متحقق نہیں ہوا۔ غالباً عدد مذکورہ اس کی درانی عمر میں  
انتہائے مراتب اعداد کو اکائیوں کا مرتبہ نہیں دے سکتا۔ منجملہ ثوابت کے یہ آفتاب ایک ثابہ ہے  
اور جب قدر اجرام اوس کے گرد فیضی لئے کو گردش کرتے ہیں منجملہ اوں کے سیارات ہیں۔ اوں بہت  
سے سیارات ہیں سے یہ ایک زمین عالم نامیہ اور غیر نامیہ سے آباد ہے نہایت ممکن اور قریب القس ہے  
کہ ہر ایک ثوابت مثل ہمارے آفتاب کے ہو۔ جسکے گرد کوئی عالم مانند اس زمین کے جو مسکن زندگی والی اور  
خوشی کے میں گردش کرتے ہوں۔ نظام شمسی کے عام ستارے اپنی حالتوں میں زمین کے موافق  
نظر آتے ہیں۔ کیونکہ کہ جو رعایتیں آباد ہونے کی اس زمین پر نظر آتی ہیں وہ اور بھی ستیاریوں میں باقی

گرد زمین کی مساحت شمالی قطب تارے سے ہوتی ہے۔ خط استوا اوں کو قطب اقی معلوم ہوتا ہے جب کوئی شمال قطب خط  
استوا ہی جاوے تا رہ بلند ہوتا ہو معلوم ہوگا قطب زمین دوسرا سرچ جاوے گا بلکہ دایرہ میں ہر کوئی ہو جسکو چاہے  
وینے سو بارہ ہزار کوشن جسکا کثرتیں ہزار نظر میں آکر گردش کی است اختلاف نظر اقی ہو دیکھ سکتی ہو لیکن اختلاف  
کے اختلاف سوائے کے فرق کثرت غلطی رہتی ہو اسلئے زمین کی ایک نصف النہار کے دو مختلف مقام سے بھی طور معلوم ہو سکتی ہے  
جستہ آفتاب کی گردش ہر جرم شمس کی اختلاف النظر سے اسی تو اے ہر جرم کے چھوٹے کثرت زاویہ اور ایک ضلع معلوم ہو جاتی  
دو ضلع ایک معلوم ہو جاتی ہوئی ہو اور تو اے ہر جرم کے چھوٹے کثرت زاویہ اور ایک ضلع معلوم ہو جاتی ہو

جانی ہیں جیسے اول میں رات اور دن کا ہونا معلوم کا بدلنا اور باؤل اور آتش فشان پہاڑوں کا ہونا  
 ہوا کا ہونا باؤلون کا برسنا دیکھا گیا ہے۔ غرض کتاب ان تمام اجرام کا فیض بخش مری ہے جو فیض  
 پائے کو اداس کے گرد پھرتے ہیں۔ اور جب اجرام اس کے گرد بہنے لگے خدم و شمس کے ہیں۔ کیا تعجب کہ سورج بھی  
 بہنے لگے ان پھرنے والے اجرام کے مع اپنے شمس و خدم سیاروں کے اور کسی اعلیٰ درجہ ثابتہ ملقب ثابتہ  
 الثواب یا شمس الشمس کا منجملہ بلے شمس و خدم و الوان کے ایک لٹے خادم ہو اور مدت مدید  
 میں مع اپنے متعلقین سیاروں کے دوس کے گرد گردش سے فیض پاتا ہو۔ اور اس فیض کو خود اس  
 حاصل کر کے دوسروں کو پہنچاتا ہو۔ اہل علم اس بات کو پایہ اثبات پر پہنچاتے ہیں۔ سورج غایت  
 درجہ کی لطیف حرارت کے مانند بہا بہا کا ایک ڈھیر تھا۔ اور وہ وسیع فضا میں نہایت وسعت کے ساتھ  
 حلقہ دار استدار پھیلا ہوا تھا کہ دشمن مرکز سے باہر تھا جس قدر دشمن مرکز سے ٹکڑا سکا سکا اور اسکا  
 یہ کڑہ شمس موجود ہو اور جو کشتی مرکز سے نہ ٹکڑا سکا اس کے ٹکڑے ہیروں سے اور ان اجرام سیاروں کا وجود ہی ہوا  
 گرد گردش کرتے ہیں نظام شمس کا بننا اس طرح پایا جاتا ہے جسے علاوہ سورج کے عطارد زہرہ مریخ زمین  
 سیارات جدیدہ۔ مشتری۔ زحل۔ نیپچون۔ پلوٹس۔ اور اونین سے جتنی اقمار ہیں وہ اقمار اور وہ کئی اور جہت میں  
 زمین جیٹانی بہا بہا کی شکل میں تھی اور اب سکر کر ٹکڑ ہو گئی۔ اس کا قطر جو وہ قطر ہے اٹھارہ سو درجہ زیادہ تھا  
 جتنا بڑا سطح سورج کا ہے۔ اس کے زیادہ عرصہ کو گھیرے ہوئے ہتھیلیہ سکرنا اول تو کشتی مرکز کے سبب در  
 ایٹھ کے باعث بیرونی سطح کے سرخونسی ہو اور جب عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ ایٹھ کائنات میں منتشر ہے  
 جو جب لطیف اشیاء سے لطف ہی اور اس کے کام روشنی پہنچانے اور سردی کر لیا ہے۔ اگر تھیں تو تالو نہ  
 روشنی پھیلتی نہ سردی شد درجہ کی گرمی ہی گرمی رہتی کہ ذات تک گج جاتی غرض اس سطح زمین حرارت سے  
 ہوا اُٹھتا اور ہوا اُٹھ سے سیال ہوا یہ سیال حالت گردش سے قدرتی قانون کے مطابق شکل گردی  
 پیدا ہوئی۔ رقیق اجسام جب گردش کی حالت میں ہوں تو وہ اپنی مدد گردی شکل سناتے ہیں۔  
 دیکھو جب پانی کا قطر گرم تو ہے یہ ڈالا جائیگا تو وہ گردی شکل میں گردش کر لیا کہ گردین ہقیق اس حرکت  
 کی سو درجہ کی گرمی کو سارے میں لاکھ درجہ زیادہ حرارت کے برابر اس کے مرکز خیال کرنا چاہیے پھر  
 مرکز درجہ حرارت ہے اور سطح تک رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی ہے تمام سیاروں میں بھی یہی قاعدہ  
 ہے جو کہ سورج کے گردش کرتے ہیں۔ اور ہوا اُٹھ نورانی حالت سے سکر کر گردہ کی ظلمانی حالت میں آج  
 پہلے دن کی چمک اس درجہ تھی جیسے ستارے جس سال رات میں ہماری نظر کے سامنے چمکتے ہیں  
 اور گردش محوری اور گردش دوری کے تابع ہیں۔ زمین کی حرکت دُوری حرکت سالانہ کہلاتی ہے۔

جوانے مدار سر ۲۵۶ ۲۵۷ ۳۶۵ دن میں پھر جاتی ہے۔ اور اپنے محور کے گرد چوبیس گھنٹے میں گردش کرتی ہے۔ جسکو گردش روزانہ کہتے ہیں۔ گردش محوری سے ہر ستارہ اپنے قطبوں سے دیا ہوا اوج میں سے اوج ہوا ہے۔ چنانچہ جو گرہ چکر دار اپنے محور پر دائمی گردش رکھتا رہے ہمیشہ ایسی ہی حالت پیدا کرے گا۔ برخلاف ہٹوس گرہ کے جو مثل پتھر کی گیند کے اپنے محور کے گرد برسوں پھرے مگر اس میں کچھ فرق ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ ہمارے ستارہ کی اصلی قدیمی حالت رقیق تھی۔ تمام اجسام میں خود بخود حرکت کی تھی۔ ہین قدرتی قوتوں میں سب متحرک ہیں۔ جو اجسام آپس میں موانع ہیں وہ ساکن کھلاؤں کے اور جو غیر موانع ہیں وہ متحرک کشش کبریائی جو برق ہے اور اسی کو قوت جاذبہ کہتے ہیں تمام عالم میں خود ہی اسی کے سبب کو بنایا اور اسی سے سب بنے۔ یہ قوت جاذبہ وہ طاقت ہے جو مادہ کے اجزاء کو ایک دوسرے کی طرف کھینچتی ہے۔ اجزاء ہمیشہ اپنے گرد کے اجزاء سے ملا کر ہوتے رہتے ہیں تمام اجسام خواہ وہ ساکن ہوں یا متحرک ہوں قوتوں سے متحرک ہیں۔ ہر جسم کی کشش اور ایک مادہ کے انداز میں ہوتی ہے۔ یعنی اون اجزاء کے شمار کے انداز پر جن سے وہ جسم بنایا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نظام شمسی میں کوئی جسم سورج سے بڑا نہیں۔ جس قدر سیارات ہیں سب اس سے نہایت درجہ چھوٹے اور آپس میں غیر موانع ہیں۔ اگر سورج اور سیارے موانع ہوتے تو اون میں گردش نہ ہوتی۔ سب ساکن ہوتے۔ لیکن ان کے موانع نہ ہونا ہی سبب گردش کا ہوا۔ جیسے سورج جو زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اپنی اتنی بڑی لٹکا کے موجب زمین پر اثر جذب رکھتا ہے۔ اور ویسی ہی زمین بھی اپنی حیثیت کی موجب سورج پر جذب کرتی ہے۔ چونکہ سورج کا جذب نہایت درجہ قوی ہے۔ وہ زمین کو نہایت درجہ سرعت کے ساتھ کھینچ کر اپنے سبب نہایت چمٹا لیتا لیکن اس کے گرد زمین حرکت دوری رکھتی ہے جس کو گردش سالانہ کہتے ہیں اور وہ منظم و کثیر قوت پیدا کرتی ہے جو قوت جاذبہ مرکز کے خلاف ہے۔ یہ دونوں قوتیں آپس میں برابر ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں۔ یہ قوت کو بچھن کی رسمی کی کشش اور ڈھیلے کے دور نکل جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر قوت جاذبہ یک تخت موقوف ہو جاوے تو زمین بظاہر مستقیم خطا نہایتنا ہی میں چلی جاوے اور اگر حرکت دوری دفعہ بند ہو جاوے تو قوت جذب کے سبب زمین سورج کے سے جا چمٹے۔ سو قدرت نے باندہ بند حرکت دوری عطا کی ہے نہ سورج زمین کو جذب کے سبب نکلنے دیتا ہے۔ اور نہ زمین حرکت دوری کے سبب اس سے چمٹ سکتی ہے۔ اور یہی قانون سب سیاروں میں ہے جو کسی قسمی قوت جاذبہ فقط بر اس کے بعد کے نتائج اور خلاف نسبت پر ہوگی۔ یعنی جتنا لمبے بعد کا مرکز جاذبہ سے زیادہ ہوتا جائیگا اتنی ہی قوت جاذبہ کم ہوتی جائیگی۔ اس لئے جو ستارے سورج کے قریب ہیں اون پر سورج



ہو لے جاتے ہیں۔ اس دعویٰ کی بڑی روشن دلیل ہے بعض شعلے جنکام کر چمکے اور نظر آتا ہے  
 وہ روشن روئی کے گالوں کی مانند سے گہرے سوئے ہیں جو عمدہ دور بین سے نظر آتے ہیں یہ  
 وہی تمام ستارے ہیں جنکو قدرت قاعدہ مذکور کی موجب بنا رہی ہے۔ یہ روشن گالے جو روئی  
 کی مانند ہیں یہ تنہا اور کشش مرکزی سے مجبور کر ستارے بن جاویں گے۔ اور بعض میں یہ روشن  
 گالے جو بھترکہ یا دلوں کے او سکے گرد ہیں نہایت درجہ برآق ہیں۔ غالباً یہ وہ حالت ہو کہ تندرہ  
 کوئی ثابتہ جدید کائنات کے لئے بنایا جاتا ہو۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ لطیف شعلہ حرارت کا جو  
 مانند میوئی کے ہے جس سے موجودات بنے۔ یا جو دوس بے تعداد اور بے شمار کائنات مخلوق  
 ہو جانے کے ابھی اتنا اور باقی ہے۔ کہ ایسی موجودات یا دوس سے سو اکیں عالم ہوا سے پیدا ہو جاویں  
 ایسی حالت میں کہا جاسکتا ہے کہ ہماری زمین ایک بچھا ہوا ستارہ ہے۔ جو اپنی گرم حالت سے بڑھتا  
 ہو گیا ہے یا ایک نورانی روشن باد یا بہاب کی رقیق حالت سے سخت حالت میں آگیا ہو جو موجودات  
 کا پندرہ لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ رہ گیا ہے۔ پس قدیمی بہاب کی حالت اور حال کی حالت  
 میں کتنا تفاوت ہے۔ اس خالی ڈبھیر کے حصوں کے سرد ہونے کا انجام یہ ہوا کہ تمام بہاب کی ہند  
 اشیاء جن سے وہ بنا ہوا تھا رقیق شے میں تبدیل ہوئیں جو چندا دن میں سے بہاب ہی کی حالت  
 میں رہیں جو اس خالی کرہ کے گرد لفافہ کی صورت میں محیط ہیں جسے ہوا جو چند اجسام ہوا آبیہ سے  
 مرکب ہے۔ قدیم زمانہ میں جو بہاب گرد مرکز کے محیط تھی ان ہوا آبیہ اشیاء سے جو اب محیط ہے  
 نہایت درجہ کافرق رکھتی ہے۔ قدیم زمانہ کا پہلا و گرم ہوا آبیہ کا قطر سے آگے تک پہنچا ہوا تھا جو سطح  
 زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے اور اس ہوا آبیہ حالت سے سیال حالت پانی کی جسکو  
 دریا کہتے ہیں ظاہر ہوئی۔ جو زمین بہاب کی پھیلی ہوئی حالت قدیم میں تھی۔ اب سکڑی ہوئی ٹھوڑی  
 حالت میں ہے۔ اپنے اجسام کو تین حالتوں میں ظاہر کرتی ہے۔ ایک ہوا آبیہ۔ دوسری سیال مہمیر  
 انجماد۔ اس تیسری حالت میں اگرچہ عالم نامیہ شامل ہیں اور عالم غیر نامیہ میں سے کل اجسام منجمدہ مثل  
 دھات و اقسام پتھر وغیرہ تاہم فاس حالت کو خاک کہنا چاہئے جس سے اس کا نام کرہ خاک ہے پہلے  
 بیان ہو چکا ہے کہ کرہ خالی انجوف نہیں بلکہ مصمت ہے۔ اس کے اندر ریاست آتشین موجب برآق  
 ہے جس کے مرکز پر بے حد گرمی کی حالت نہایت درجہ برآق دلائی ہے۔ اور جیسے اوس کی گرمی بھید ہے  
 اوس کی کشش ہی غایت درجہ زیادہ ہے۔ کشش باز آڑہ مجذور ٹھنڈی ہے اور اسی انداز سے روشنی  
 کا بھی گہاؤ ہے۔ سطح زمین پر جو قوت جاذبہ ہے اوس سے چار ہزار اڑھائی ہزار میل کے فاصلے پر زمین

سے قوت جاذبہ پہ اور پھر حصہ اوس قوت کی ہوگی جو زمین کے سطح پر ہوتی ہے زمین کے اندر حرارت  
 نصف عمق میں ایک درجہ بڑھتی گئی ہے اوسیل کے نیچے ۵۰ ہزار درجہ کی گرمی ہے جس میں پتھر  
 پانی ہو سکتا ہے۔ اتنی دوری پر سب اشیاء بحالت سیال پانی کھائیں گی۔ اوس سے آگے مرکز  
 تک اوس میں رقیق مادہ کی لطافت کی ترقی حرارت سے زیادہ ہوتی گئی۔ زمین کے سطح کو دیکھ کر کوئی  
 یہ خیال نہ کرے کہ جیسے اب جہان کہیں سہاڑے غار۔ ریگستان۔ سمندر۔ دریا۔ نباتات۔ حیوانات ہیں  
 ویسے ہی قدیم زمانہ سے ہوں گے بلکہ اقلین گزرا چکے ہوں گے کہ حالت موجودہ سطح زمین کی نسبت سابقہ  
 ایسی نہ تھی جیسی اب ہے۔ مابند بین یہ گمراہ زمین ہی نہ تھا بلکہ ایک سیال الطف ہوا کی حالت میں  
 نہایت وسیع عرصہ اس خلا زمانہ تھا ہی البتہ زمین پھیلا ہوا نہ تھا جو کچھ کہہ کر گمراہ سیال الطف کی  
 حالت سے گمراہ بننے تک اور اوس سے آج تک اتنی تبدیلیاں ہوئیں جن کا شمار ممکن ہے یہ  
 تبدیلیات عام شکون اور صورتوں میں ہوتی زمین۔ سطح زمین جواب قرار دین ہے وہ زمانہ سابق میں  
 مضطرب تھا اس کی تبدیلیات میں کہیں کی کہیں زیادتی مساوات کا درجہ پیدا کرتی رہی ہے اندرونی  
 منجھ سطح زمین میں دریا سے آتشیں زیر زمین سے اور بیرونی سطح زمین میں آگ۔ ہوا۔ پانی۔ سب ہی  
 ہمیشہ ہوتی زمین میں جن سے قدیم شکون کو مٹانے اور جدید کو بنانے بلکہ لگاڑنے اور سمنارنے کے  
 کیسے ہمیشہ ثبوت پیش ہو رہی ہیں۔ طبقات زمین سے قدیم زمانہ کے جو اجسام برآمد ہوتے ہیں موجودہ  
 اجسام نامید سے مخالفت رکھتی ہیں وہ کہیں بخشنہ ڈانچہ کی شکل برآمد ہوتے ہیں اور کہیں اون کے  
 نقش و نگار چٹانوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ تحقیقات سے طبقات زمین کے زمانوں کے عجیب  
 حالات معلوم ہوتے ہیں۔ پانی کے بہاؤ سے رہنے اور مٹی کا وجود ہے۔ پس جہان ریگستان ہے  
 وہ کسی زمانہ میں سمندر یا دریا نہ تھا۔ بہت اور مٹی اجسام نامید کے لئے نہایت کارآمد تھے سمجھی گئی ہیں  
 ایک وقت جب روشن بہاؤ گرم بتدریج سکڑ کر منجمد ہوتی جاتی تھی اُس وقت سفیدی تھی۔ پہاڑی  
 عام ہو گئی۔ سورج کی دھوپ کا نام و نشان سطح زمین پر نہ تھا۔ چونکہ ایسے کہ درت آئینہ سو اشیاء اجسام  
 محیط زمین تھے جن سے سورج کی شعاعیں نفوذ نہ کر سکتی تھیں اور نہ سطح زمین تک آسکتی تھیں پہلے  
 گرمی زیادہ تھی اب سردی ہے۔ زمین کے کہو دلنے سے جو بہت سی اشیاء برآمد ہوتی ہیں ان میں  
 علاوہ بہت سی چیزوں کے کوئلہ ہی برآمد ہوتا ہے۔ نباتات ہی ہوا کی تاثیر سے مثل پتھر کے ہو گئے  
 ظاہری سطح کے تغیرات کے اسباب۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ ہیں اندرونی سطح کی تبدیلیات دریا سے آتشیں  
 کی موجوں سے بہت سی ہیں ہزاروں فٹ کی گہرائی میں اجسام نامید اور غیر نامید کہو دلنے سے ملتے ہیں



زمین کے اندرونی طبقات پچیدہ اور ناہموار ہیں۔ کہیں ڈھالو۔ کہیں مسطح۔ کہیں سیدھی کہیں  
 ٹیڑھی۔ کہیں لہر دار ہیں۔ اور کہیں اندر سے لاد انکلیک سطح وار ہیں پھیل گیا فلزات کی سطح اسلئے  
 گویا ایک کے اندر دوسری سطح آگئی ہے جو سیدھی بطور اسطوانہ یا بطور خط کے مثل رگون کے اوس  
 دہات میں مرکوز ہے۔ اور تبدیلیات زمین قوی اثروں کا نمونہ ہیں۔ جب زمین کہو کہ زمین تو اجسام  
 نامیہ کو اندریاتے ہیں۔ جو آب سطح زمین پر موجود نہیں ہیں۔ اجسام نامیہ سابقہ جو زمین میں ملتے ہیں مثل  
 زمانہ حال کے پتے سطح زمین برآمد پر آباد تھے۔ اگرچہ صورتیں اون کی اوطح پر تھیں جو اس زمانہ کے  
 اجسام نامیہ سے نہیں ملتیں۔ مگر اصلی بناوٹیں اون کی مثل اجسام نامیہ زمانہ حال ہی تھیں جن میں  
 میں وہ ملتے ہیں وہ سطح بالائی مسکن زندگانی نہا۔ جو تبدیلیات سے سطح اندرونی ہو گیا۔ زمین کے طبقات  
 دس میل عمق میں علیحدہ علیحدہ ایک سے ایک کے بعد پے در پے سلسلہ وار رکے جاتے ہیں۔ ہر سطح بالائی  
 زمین پانی سے بہہ کر سمندر کی تہ میں جانے سے کسی زمانہ میں خشکی کی سطح ہو جاتی تھی۔ اندرونی صدیوں اور  
 انقلابوں سے نشیب و فراز اوس میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ انہیں جیون سے پہاڑوں پر جدید سطح معلوم  
 ہوئے ہیں۔ اجسام نامیہ جو ہوا کی تاثیر سے پتھر ہو گئے ہیں اون میں سے نباتات کے ڈھانچوں کے عرض  
 اون کے نقش رہ گئے ہیں۔ وہ صاف نظر آتے ہیں ایک حیوان کے ڈھانچہ سے دوسرے حیوان  
 کے ڈھانچہ کا زمانہ معلوم ہو سکتا ہے۔ بعض جانور جو آب نہیں ہیں اولکاسر کہیں پتھر بن ہوئے  
 پلائے اوس کے درمیان سے پھیلیوں کے دانت اور اوس کے اوپر کے فلس ملے ہیں جن سے  
 اون کی خوراک اور طرز معیشت معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض حیوات کے سر کہیں ہیں جانور دن کی ٹلیان  
 ملتی ہیں جو پتھر ہو گیا تھا۔ ہوا اوپر سے پتلی اور نیچے سے دباؤ کے سبب گاڑھی ہے یہی حالت  
 سطح اور مرکز زمین کی ہے۔ جب شروع میں سطح پتلا بنا تھا۔ اضطراب مثل زلزلہ وغیرہ کثرت سے رہتے  
 تھے۔ اور جب پورا دلدرا بن گیا تو ویسا اضطراب نہا کشش کہربانی جو جنوب سے شمال کی طرف سلا  
 ہے اور محوری گردش جو قطبین کے نقطوں پر اکٹم ہوتی ہے۔ جہاں منطقہ حارہ کی ہوا کے ساتھ ہوا  
 میں چلنے سے کبھی کبھی کسی قدر ایسا روشنی سے فائدہ پہونچاتی ہے جیسا کہ فائدہ جو بدست حالت  
 سے قریب نصف یا ثلث کے کم ہی جسے نور شمالی کہتے ہیں۔ جنوبی۔ اور شمالی سولنے والا بہ نسبت  
 شرقی اور غربی سولنے والے کے جتنا فائدہ پاو لگا اوس کا مخالف سولنے والا اوس سے محروم ہو گیا  
 کرہ زمین خط استواء سے شمال میں جس قدر عجیب و غریب اجسام نامیہ اور غیر نامیہ رکھتا ہے جنوب کی  
 طرف ویسا نہیں رکھتا جس قدر خشکی کے حصہ میں جنوب کی طرف اون کے لوگ دوسرے میں جہیں

راتر کہتے ہیں۔ اور شمال کی طرف وہ چوڑے اور پہلے ہوئے ہیں۔ جذبتا طبعی خط استوا سے قطب  
 شمالی کی درمیان جہاں کہیں ہوگا اوسکا میدان شمال ہی کی طرف ہوگا اور خط استوا سے قطب تک ناکچان ہوگا اور اسکا  
 میدان قطب جنوب کی طرف ہوگا چنانچہ قطب کی سوئی اگر خط استوا سے جنوب کی طرف ہو تو سوئی جنوب کی طرف ہوگی  
 جیسے شمالی حصہ میں شمال کی طرف ہوتی ہے۔ اور وسط کی حالت میں خاص خط استوا قطب تک خط پر نمودار ہوگی اور وقت اندازہ لگائیے کہ  
 جاتا رہے گا۔ اور یہہ امر اس بات کا ثبوت ہے کہ جذب کہربائی کی تاثیر جنوب سے شمال کی طرف ہے۔ قطب  
 جنوبی کو بسا اور شمالی کو فستے سمجھنا چاہئے۔ جبکہ اندرونی نیپالک التیشین کی نہرین شکافوں میں ہوں  
 اگر متحد ہوتی تھیں اوس وقت کشش کہربائی نے جو سب کی بانی اور سب اوس سے مٹی ہیں انہی کی  
 کی اوس خاص ترکیب خشکی کے سطحوں کو موجودہ صورت میں کر دیا۔ بجلی بے وزن ہے اور سبیل اور  
 ہر ایک جسم میں موجود ہے۔ روشنی بجلی کے اثر کی مطیع ہے بجلی کی حالت محمود جب دفع کی جاتی ہے۔  
 تب ہلکو محسوس ہوتی ہے۔ اس کی ذات معلوم نہیں کر کیا ہے۔ بجلی کہیں کم کہیں زیادہ ہے۔ زیادہ  
 کا نام موجہ اور کم کا نام سالیہ ہے۔ اگر دو چیز وہن بجلی ایکسی ہوگی تو ان میں تضافہ ہوگا اور اگر  
 ایک سے نہیہ مختلف القسم ہو تو تجاذب ہوگا۔ بجلی بعض جسموں میں کم اور بعض میں زیادہ آسانی سے سرایت  
 کرتی ہے جن کو تو کھل اور غیر موصل کہتے ہیں۔ بجلی کی چنگاری ایک ٹائپ کے ۱۱۵۲۰۰ وقت  
 کے حصوں میں سی ایک ہی حصہ ٹھیکر سکتی ہے۔ یہہ امر عجب کم ہے۔ اور اسکی سرعت حسب سرعت  
 روشنی کے ہے جو ایک ثابہ میں قریب دو لاکھ میل کے ہے جو آواز کی رفتار سے دس لاکھ حصہ زیادہ ہے جن میں  
 اور ہوا بجلی کے موردین جب منطقہ آوارہ میں ہوا کا حصہ زیرین گرم ہو جاتا ہے اور حصہ بالا سرد رہتا  
 ہے اور ہوا اوپر طرف کے قطبوں کی طرف چلتی ہے۔ اور قطبوں سے زمین کو مس کرتی ہوئی اوس کی طرف  
 جو محاذی آفتاب کے ہے برف کے ذروں میں ہو کر سر بلان کرتی ہے تو وہ روشنی اوس سے پیدا ہوتی ہے  
 جسے نور شمالی کہتے ہیں جب وہ ان کئی ہفتوں کی اندھیری راتیں ہوتی ہیں۔ تب وہ ان کے جلندار  
 اوس فیضیاب ہوتے ہیں۔ بجلی بادلوں سے ہی نچی اوتاری جاتی ہے۔ بجلی کو پیدا کرنے کے وقت  
 چمک اور آتی ہے۔ اور روشنی کی چمک اور چنگاریاں زلشعین یا شیشے کے کپڑوں کے یکایک لٹکوانے  
 اور بجلی کی شیشے سے لٹکوانے اور بالوں میں لٹکائی کرنے سے معلوم ہوتی ہیں۔ بجلی کے وسیلہ سے علاوہ کم قیمتہ  
 وعات پریشی وعات کے منبع کر نیے پھولوں پر یہی ملمع کیا جاتا ہے۔ جن سے رنگ بجاتا ہے۔ اور صورت  
 میں کچھ تبدیلی نہیں ہوتی۔ تاہم فوراً خروں کا آنا اسی سبب ہے۔ سطح زمین کا جذب سبب رسبائی  
 ہے۔ آسانی کا پتہ ہو چکا ہے۔ اور پانی سبب جذب کے تابع ہیں۔ کوئی شے کیسی

ہر حالت میں ہوزمین کے سوا کہیں جاہنیں سکتی ہیں تاکہ کہ قریبی اوس کے جذب کے تابع ہے لیکن حرکت  
 دوری جو اوس کو گوزمین کے ہے۔ وہی متعینہ اگر کہ سوتے سے مداخلت کرتی ہے۔ اور ایک خاص مقام  
 سے آگے نکلنے نہیں دیتی۔ اگر حرکت دوری ناگہان جاتی رہے تو چاند جذب کے سبب زمین کے نہایت  
 زور سے چٹے اور ایسا صدمہ ہو جس سے نہایت بڑا شعلہ آگستین پیدا ہو جاوے۔ اور زمین بھی آگ  
 سے جالگے جس سخت صدمہ ہو چنے کے سبب زمین کے حجم سے ہزاروں درجہ بڑا شعلہ پیدا ہو جاوے  
 کیلئے کہ جذب باندازہ کلائی کو چوکی جسم مجذوب کے ہوتا ہے۔ اشیاء اس کی سیال حالت میں بھٹ جاتے  
 ہیں۔ اور تمام اجسام کے ذروں کے درمیان کشش القوی کی قوت رہتی ہے۔ اور ان کو جذب  
 رہتی ہے۔ اور کڑہ کی شکل میں لاتی ہے۔ زمین پر اسی جذب کے سبب حرکت دائمی کی کوئی کمیال  
 نہیں دیکھتی۔ یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک ذرہ مالیات کا جو نہایت چوٹا ہے حرکت میں ہی۔ پانی کے اجزاء اور دیگر  
 حرکت رکھتی ہیں کلاں زمین کے وسیلے سے ایلات کے قطروں میں گرداب دیکھو گئے ہیں اجزاء یہاں تک الفضائل اور اجسام  
 حیوانی و نباتی وغیرہ کے بستے اور گلتے سے جسامت بڑی میں چلی انتہا میں حل ہوا ہوتی ہے پانی سیلابات کا فوہ سمجھا جاتا اور کلاں  
 جہت میں کیسا ہے سمندر وں کی سطح مقوس ہوتی ہے بخار کے صعود کو ہوا کا دائرہ ہوتا ہے۔ ورنہ کل پانی زمین کا بخار  
 کی شکل میں زمین کے گرد رہتا پانی کا بہاؤ و فز سے نشیب کے ہے لیکن حقیقت میں جذب کی حالت خواہ  
 سیال ہو یا بخار جنوب سے شمال ہی کو ختم ہوتی ہے۔ زمین کی بالائی سطح جو متحد ہے۔ اور اندر رفتہ  
 رفتہ وہ انجمادی حالت سے سیال حالت میں آتی جاتی ہے۔ گویا ایک خوف گولہ ہے۔ جسک اندر دھماکا  
 آگستین بھرا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ انجماد سے سیال حالت زیادہ سطح کو گہری کی۔ اور سیال سے  
 بہا پیا ہوا ایک حالت بہت ہی زیادہ سطح کو اپنے پھیلنے کے لئے چاہیگی۔ چنانچہ ایک آنچہ گلوب پانی کے  
 بخارات سترہ سو گلوب سطح میں پھیلنے لگے۔ پس اگر زمین کے اندر کا دریا آگستین سحر دہو جاوے تو  
 وہ نہایت درجہ بڑا دیکھا۔ اور یہ کڑہ زمین جو صحت ہے جو کھجائے گا۔ اور اوس کے بھر لے سکے  
 واسطے جو اجزاء زمین کے کشش سے مرکز کی طرف رجوع کریں تو یہ کڑہی سطح جو پھیلاؤ میں ہیں گرد و سیل  
 مچے۔ یہ کڑہ نہایت درجہ بڑا ہوا ہے۔ کڑہ زمین جو صحت ہے اور باعتبار صحت ہونے کے  
 پونے تین کرب سیل گلوب پر مشتمل ہے۔ کیلئے کہ جس کا محیط ۳۰۰ میل اور محور ۱۰۰ میل ہے  
 بنیالوں کی مساحت تقریباً اسی قدر ہوگی۔ زمین کا ٹھوس ہونا انسانی ہے حقیقی نہیں زمین میں  
 درجہ تخلل اور خوف ہے جہاں زمین میں مچ کاری جاتی ہے وہ کبھی بہت گرجاتی ہے  
 جہاں مچ ہوتی ہے وہاں تخلل کے سوا کوئی ذرہ زمین کا نہیں ہوتا دن میں سب ذرات

وہاں کے جاسماتے ہیں اسی وجہ سے ہر ایک لکڑی میں کیل یا سانی ٹھونک دی جاتی ہے جن کو ہون  
 ٹھونک کہ ہے اوس میں میخ یا کیل وقت سے ٹھوکی جاوے گی۔ مثل پتھر لوہا وغیرہ کے۔ اور جن میں ٹھونک زیادہ  
 ہے۔ آسانی سے میخ یا کیل چلی جاوے گی۔ مثل اسفنج روئی وغیرہ کے۔ اگر گڑھ زمین یہاں تک سکڑی  
 کہ کسی طرح پراوس میں ٹھونک نہ رہے تو یہ اتنا بڑا گڑھ جو پورے تین کھرب میل تک پتھر مثل ہی فقط ایک  
 چوٹی سی کینڈکی برابر مقدار میں رہ جاوے زمین کے اندر کے دریائے آتشین کی موجودگی کو پہنچے ہیں۔  
 میں درزین ڈال دیتی ہیں جس میں لاوا مانند رگون کے پھیل جاتا ہے جو بہاڑ اور غار کا موجود ہے۔ اور بعض میں  
 سے لاوا یعنی سیال مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جنہیں آتش فشان بہاڑ کہتے ہیں۔ بہت سی اشیاء ہوا  
 پانی میں ایسی ہیں جو سخت تر پتھروں کو گلا دیتی ہیں۔ بہاڑوں کے اندر بھی طبقات مختلف ہوتی ہیں۔ اور  
 بہاڑوں کی چٹانوں میں ہوا اور پانی کو سب تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ گڑھ زمین کی سطح البتہ کہ آہستہ  
 تک منجمد چھلکا ہے اوس کے اندر قریب بہ ہزار میل گہرائی تک رقیق مادہ آتشین کا دریا ہے۔ اس میں منجمد  
 چھلکے کے باہر سیال یعنی پانی جس کا زیادہ سے زیادہ عمق ۱۰ میل تک ہے۔ اگر حصہ زمین کو ہوا و  
 سطح زمین کو وہ آہستہ کی گہرائی میں گھیرے ہوئے ہیں۔ جبکہ گڑھ روشن بہاڑ کی حالت میں تھا تو  
 کئی غفروں کو جمع کے ہوئے تھا چنانچہ لاوا رقیق مادہ آتشین ہے۔ اور جب سرد ہو کر پتھر بن جاتا ہے  
 اوس میں کئی چیزیں ملتی ہیں۔ اس سبب ایک تو وہ خود مرکب ہے دوسرے طبقات زمین کے  
 شق ہونے سے اور شقوق کے پیچ میں ہو کر آتا ہے۔ اور طبقات کے اجزاء کو بھی ساتھ لیکے لگتا ہے  
 اقسام پتھر اوس کے شاہد حال ہیں جو اوس کے ٹھنڈے ہونے سے بن گئے ہیں۔ اور اس میں کئی اشیا  
 سطح زمین تو مختلف دھاتوں اور چٹانوں کا ہے۔ اور کئی مفردات سے یہ سطح مرکب ہے۔ مثل گندک  
 چاندی۔ سونا۔ سیسہ۔ تانبا۔ قلعہ۔ پارا۔ لوہا۔ وغیرہ۔ اور اون کے باہمی مرکبات سی بھی کہے  
 جیسے شکر۔ نیلا۔ حقوہ۔ پتیل وغیرہ۔ اور سطح پر جو عالم نامیہ آباد ہے مثل درختوں اور جانوروں  
 وہ بھی مرکب ہیں۔ پانی دو مفردوں سے بنا ہے۔ اور بھی کئی چیزیں اوس میں ملی رہتی ہیں۔ اور ہوا  
 تین سیال ہوا آبیہ سے ملکر بنی ہے اور کچھ کم جو بھی چیز بھی اوس میں شامل ہے۔ ان چاروں کے سوا  
 اور بھی کئی اشیاء اس میں شامل ہیں۔ ان تینوں میں ایک شے وہ ہے جو آگ اور ہی کو جلاتی  
 ہے۔ چنانچہ جب تک ہوا آبی کو پہونچتی رہتی ہے چراغ جلتا ہے۔ اور جب ہوا نہ پہونچے چراغ فوراً بجھ  
 جاتا ہے۔ فالوس میں بی جلا کر اوپر سے ٹھک دوک ہوا اندر بجائے فوراً ہی بجھ جاوے گی۔ پس اس  
 شے کو جو ایک مفید عنصر ہے۔ آتش نامہیں تو بچا ہے۔ اور دوسرا جزو وہ ہے جو آگ اور ہی کو بجھا دیتا

چنانچہ جب فانوس جس میں سچی روشنی ہے ڈھکا جاوے تو وہ جزو ہوا کا جو سچی کوہلا تا ہی جھلکے فنا ہو جاگا  
اور دوسرا جزو جو چمکے فالار بجا دیگا۔ وہ فوراً سچی کو بجھا دیگا اس حالت میں اس کا نام آب زاسونا نسبت  
ہے۔ ان دونوں کی مناسبت ایسی ہے کہ جزو اول تمام دنیا کو جلا سکتا ہے اور جزو دوم کل کائنات  
ویشوی کی حرارت بخشا کر بادی پیدا کر سکتا ہے۔ اور جزو سوم زمینی ہوا ہے جو حیوانات کے پیٹھیں اور عام  
حیروں کے گلنے بسنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نباتات کے کھم آتی ہے۔ اور اسی طرح نباتات کا تنفس  
حیوانات کے لئے مفید ہو۔ اگر جزو اول ہوا میں نہ ہو تو عالم نامید نیست و نابود ہو جاوے۔ ہوا کی رفتار  
کے سبب جو باقاعدہ اور بے قاعدہ ہے کیسے ترخوفان خوفناک اٹھتے ہیں جس سے اشیاء کا چھینکا  
جانا اور ٹوٹنا اور برباد ہونا ہوا کرتا ہے۔ اور باقاعدہ رفتار ہوا کی خط استوا کی گرمی کا اور بے قاعدہ  
بالائی سطح زمین کی ناہمواری کا سبب ہے۔ اگرچہ یہ ناہمواری اوس کی درازی محیط اور کلائی ٹرہ کی نسبت  
خیال کرنے سے ایسی ہین کہ گرویت میں فرق ڈالے۔ اسکے علاوہ ہوا میں بجلی کا اثر و شہت ناک بہت  
بڑا ہے سطح پانی اور اجسام نامیدہ اور جالے نمناک سے جو بخارات اٹھتے ہیں اون میں سے کچھ ہوا  
میں رہتے ہیں اور کچھ برسا کرتے ہیں۔ اور انھیں بخارون کی فراہمی کو بادل کہتے ہیں جو سورج کی اشعاع  
کو زمین تک پہنچانے نہیں دیتے۔ اور انھیں بادلوں میں بجلی نمودار ہوتی ہے اور اپنے عجیب و غریب کرشمہ  
و کہانی ہے سورج کی شعاعیں جیسے آب ہوا میں گزر جاتی ہیں ویسی زمانہ قدیم میں ہین گذرئی تھیں  
اسلئے اوس وقت تاریکی عام تھی۔ بلکہ جب قدر اول کا گذرنا سطح آب میں ہوتا ہے اور تباہی نہ تھا۔ سطح  
پانی میں اب اون کا کسی حد تک بدفعات کم ہوتے ہوئے گزرا ہوا کرتا ہے۔ روشنی کا یہ قاعدہ کہ جو چیز  
مصفیہ مشعل آئینہ کے اوس سے پار ہو جاتی ہے۔ اور سطح چمکے ہے اوس سے پار نہیں ہوتی۔ مگر انعکاس  
کرتی ہے اور سطح گذرے نہ تو پار ہوتی ہے نہ انعکاس ہوتا ہے۔ روشنی کی شعاع ایک خط سمجھی جاتی ہے  
جو اجزاء صغیر سے بنی ہوئی ہے جو کئی سم منور بالذات سے نکلا کر اکٹھا کرتی ہے۔ اجزاء لون کی چوٹائی  
اس سے ظاہر ہے کہ جو انور کلاں میں سے دیکھے جاتے ہیں اون کے اجزاء خون اوس گول دانہ سے  
جس کا قطر ایک پونہ کا سواں حصہ ہے جو چھوٹی مونگ کے دانہ کی برابر ہے۔ اس قدر چھوٹے ہیں  
جب قدر وہ گول دانہ سارے گڑہ زمین سے چھوٹا ہے۔ اور بالائے ہمہ کو ہکی اجزاء خون بہت دانہ ہاتے  
نور کے ایسے بڑے ہیں جیسے پہاڑ مقابلہ ایک ذرہ کے۔ لیکن یہ بیان مطابق مذہب طلوع کے ہے  
جس سے آخر کو روشنی معدوم ہو جاوے گی۔ اور تاریکی عام پھیل جائے گی جو کہ مذہب طلوع ظہور قدرت الہی

بخار روشنی کے بارہ میں کئی خیال ہیں بخار اول کے دو مذہب مشہور ہیں ایک مذہب طلوع دوسرا مذہب شمع ۱۲





جو خط استوا اور خط منطبق البروج کے تقاطع ہونے سے ہوتے ہیں جن کو رفتہ رفتہ محور زمین کے میلان کا  
 رخ بدل جاتا ہے۔ پس جو ثوابت اہل سلف نے لکھے ہیں اب وہ بھی چین نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے  
 کہ زمین کی روزانہ حرکت کے سبب خط استوا اور اس کے اطراف میں مادہ ارضیہ کے اجزاء بہت جھج  
 جھکتے ہیں اور آفتاب ماہ اسی زیادتی مادہ کے باعث خط استوا کو بہت اور قطعات زمین کے  
 ٹھنڈے ہیں چنانچہ اگر کوئی ثابتہ کسی نقطہ اعتدال یا اس سرطان یا اس جدی کے ساتھ قرآن میں ہو  
 اور آفتاب ان دونوں کو ایک ہی وقت چھوڑ کر دورہ شروع کرے تو فوراً اسے آفتاب اسی نقطہ اعتدال  
 تک یا اس سرطان یا اس جدی تک ۲۰ دقیقے یا ۲۱ اٹائیے زمانی یا ۲۱ اٹائیے مکانی اس سے  
 پہلے پہنچے۔ کیونکہ قطعتی الاعتدال برسر ۲۰ اٹائیے مکانی چھ طرف بخلاف سمت حرکت آفتاب  
 کے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ اعتدال یا اس سرطان یا اس جدی تک پہنچتا  
 ہے تو سال شمسی تمام ہوتا ہے۔ اور جو وقت ثابتہ مذکور تک جاتا ہے اس کو سال کوکبی کہتے ہیں۔ سال  
 شمسی کے ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ دقیقے ۵۰ ثانیے ہوتے ہیں اور سال کوکبی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے  
 ۹ دقیقے ۱۴ ثانیے ہوتا ہے پس کوکبی سال ۳۶۵ دقیقے ۱۴ ثانیے سال شمسی سے اور ۶ دقیقے  
 ۱۴ ثانیے سال قیصری سے بڑا ہوتا ہے اور سال قیصری ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے کا ہوتا ہے اسی  
 سے اہل فنک ایام کا حساب کرتے ہیں۔ چونکہ آفتاب تمام منطبق البروج کو جس میں ۳۶۵ درجے ہیں  
 ایک سال شمسی میں قطع کرتا ہے پس ظاہر ہے کہ ۵۹ دقیقے ۸ ثانیے ہر روز طے کرتا ہے اور ۲۱ اٹائیے مکانی  
 ۲۰ دقیقے ۱۴ ثانیے زمانی میں جاتا ہے۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ یا اس مذکور تک پہنچتا ہے  
 تو ۲۱ اٹائیے مکانی ثابتہ تک پہنچنے کو باقی رہ جاتی ہیں۔ پس اس صورت میں حساب کی رو بہت  
 ثوابت کے قطعتی الاعتدال اور آفتاب ۲۱۶۰ برس میں ۳۶۵ درجے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اسی سبب  
 سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ثوابت بہ نسبت بروج کے آگے بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ بروج بے لحاظ اشکال  
 بروج کے بحساب قطعتی الاعتدال کے ایک ہی جگہ گئے جاتے ہیں۔ پس ۳۶۵ درجے میں ۲۵۹۲۰  
 برس چاہیں تب پھر موضع ساق ثوابت معلوم ہوں گے جو سیارے اب خط سرطان اور خط استوا  
 اور خط جدی کے متوازی دوار کر رہے ہوتے ہوئے معلوم ہوئے ہیں ۱۲۹۶۰ برس میں تو قدر کا ترازو  
 کے بعد اسی قدر عرضہ میں انحطاط پاتے ہوئے ۲۵۹۲۰ برس کے بعد پھر ارض میں دہریہ اسی  
 قدر عرضہ میں گھومتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس لیے محسوس ہوگا کہ یا ایک ہزار سال کی موطائی میں  
 چاہئے اور کسی نے اس وجہ سے ایسا ظاہر کیا ہے کہ دریلے آئینہ جس کا قطر ۶۰۰ میل ہے نیز ۸۰۰

میل دلدار چھلک کی مضبوطی کے قایم نہیں رہ سکتا اور کسچی انھیں دلال کی مطابقتوں سے نتیجہ نکال دے  
 کہ نجد اور غلیظ چھلک زمین کا آسینا ہے کم اور چھ سو میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو بیان کیا گیا  
 کہ ۲۵ میل سے ۵۰ میل تک چھلک کا ٹھوس ہے اس کی وجہ مکمل اور مبہم بیان ہو چکی۔ اگر زمین کو ناکی  
 خیال کریں اور درستی کے ساتھ کاغذ کی تہ اوس کی سطح پر لگادیں تو وہ تقریباً زمین کا اور اسی ٹھوس  
 چھلک کا جو زمین کے گرد محیط ہے اندازہ بتا سکتا ہے گہرہ زمین کا قطر ۹۱۲۰ میل اور نصف قطر ۵۵۹۵  
 میل اور ٹھوس چھلک کا قریب ۳۰ میل کے سطح پر جو ۲۰ کل قطر کا اور نصف قطر کا ہوا سو یہی اندازہ  
 ٹھیک اور درست ہے اور جس عرصہ میں کہ ہوائیہ محو و گولہ سرد ہو کر سمٹا اور زمین بننا اوس عرصہ کا اندازہ  
 کرنا غیر ممکن ہے۔ یہی طرح اندرونی آتشیں دریا کا جزو ودا اور اوس کے سبب کھٹاؤ اور بڑاؤ اور  
 پہاڑوں اور غاروں کا ہونا اور چاند سورج کی کشش کے نتیجے ایسے اہم امور ہیں کہ اون کا اور اک نہایت  
 درجہ مشکل ہے۔ سیال اشیاء ہر گہات کی سیلاب منجمد سطح زمین میں بڑے بڑے شگاف ڈال کر سوراخ کرتی  
 ہیں اور ان دریدہ شگافوں سے پتھروں کے رقیق مادوں کی لہریں نکلتی رہتی ہیں اور بار بار اگر ٹھنڈی ہو ہو کر  
 پتھر کی شکل میں منجمد ہو جاتی ہیں۔ پہاڑوں کا بننا اسی طرح ہوا اور کئی طرح کی معدنیات  
 انھیں شگافوں سے باہر آئیں اندرونی پُرانی چٹانوں کے آبار ہونے سے تابنا۔ جست۔ غمر۔ سیسہ  
 وغیرہ کا نمود ہے۔ بہت سے شگاف سیدھے ہون یا ترچھے اوسی سیال مادہ کے ابھرنے سے جو سطح تک  
 نہیں پہنچتا اوس کے بھر جانے سے بند ہو جانے کے سبب ہوتے ہیں اور سطح تک نہ پہنچنے کے سبب  
 وہ ان کو ٹھہرا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایسا زور آور نہیں ہوتا کہ اپنا راستہ زبردستی سے بنائے اور بعض حالت  
 میں اوسی سیال مادہ کے ٹھکڑے جلنے سے غار بن جاتے ہیں شروع کائنات میں سطح زمین اور بحر تھیں  
 نشیب و فراز کے ساتھ سمیٹ ہوئی اور شگاف داہتی جس قدر انجھا ہو گیا اوس کی خشک اور گرم سطح زیادہ  
 پھیلاؤ سے بھر بھری ہو کر شگافوں اور چھیدوں میں داخل ہوتی گئی۔ بجھاپ کی حالت میں اوس  
 بے انتہا پانی کے ڈھیر کو جو ہوائیہ سیال حالت میں تھا جس کو حقیقت اور بات ہوئے پانی کی بارش  
 سمجھنا چاہئے وہی ہوا کے دباؤ سے سمندر بنا۔ جب ابتدا میں پانی کسی قدر سرد ہو کر زمین پر پڑا  
 تھا تو بجھاپ سے تبدیل ہو کر ہوا میں بلند ہو جاتا تھا۔ اور پھر گر کر پڑتا تھا۔ جہاں تک کہ سطح زمین مناسب  
 سردی کی حالت میں نہ آگیا۔ یہی حالت رہی کیسے کہ گرم سطح پانی کو جلدی بجھاپ بنا دیتا تھا مگر سردی  
 نے انہیں موزین پر فراہمی سے قرار دیا۔ اب حرارت سورج کی جبکہ اوس کی مشعل سیدھی پڑنے  
 سے زیادہ ہوتی ہے۔ تب بھی بجھاپ کثرت سے چڑھتی ہے اور بارش ہو کر برس جاتی ہے۔ زمین کا

محور اوسکے مدار پر ترچھے ہونے سے شعاعوں کا سیدھا اور ترجیاطا سطح زمین پر ہوتا ہے۔ اس سبب بہار اور گرمی اور خزاں اور سردی کے موسم بدلتے رہتے ہیں۔ سو گرمی میں زیادہ اور سردی میں کم بھاپ اوٹھتی ہے۔ مگر ایسا کہہ نہیں سکتا کہ زمین سے بھاپ اوٹھکر ہوا میں نہ جاوے۔ بھاپ علاوہ پانی کے سطح کے تمام عالم نامیہ سے خارج ہوتی ہے۔ سطح پانی اور سبزہ زار پر سردیوں میں دھواں اوٹھتا ہوا دیکھتے ہیں وہ بھاپ ہی ہے جو سردی کے سبب اقصائی حال میں دھواں کی مانند نظر آتی ہے۔ اور گرمیوں میں پھیلنے سے نہیں دکھائی دیتی جیسے سردیوں میں اپنے منہ سے آدھی بھاپ نکلتے دیکھتے ہیں اور گرمیوں میں نظر نہیں آتی۔ تمام چیزوں کو سیال اور ہوائیہ کرنا حرارت کا کام ہے۔ جس کے سبب بڑے بڑے ڈھیر پانی کے بھاپ ہو جاتے ہیں۔ اور پانی اور بھاپ کی کس شان سے لڑائی ہوتی ہے بجلی چمکتی ہے۔ اور موسلا دھار پانی برس کو تپا ہے اور پانی اور بجلی کی کس شان سے لڑائی ہوتی ہے جس سے پانی کی قہجیلی سمجھی جاتی ہے۔ پانی قریب تین چوتھائی کے محیط زمین ہے اور قریب ایک چوتھائی کے خشکی نمایاں ہے۔ لیکن نجارات کا اوٹھکر ہوا میں جانا اور بادل ہو کر برسناس سے پانی کا تمام سطح پر محیط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ پانی کے وزن سے اچھلے حصہ کم ہو گا فون ہے اور ہوا کا دباؤ ایک اچھلے مرلے پر ساڑھے سات سیرے ہوا کی بلندی ۵۴ میل سے زیادہ نہیں یہ حد وہیں ہوگی جہاں قوائے جاذبہ المکرر اور تنفر المکرر آپس میں موازن ہوں۔ ہوا کے وسیلے سے آواز ہر جگہ پہنچتی ہے۔ آواز کی رفتار ایک ثانیہ میں ۱۱۰۰ فیٹ ہے۔ قیاس اس بات کا مقتضی تھا کہ تمام وکمال سطح زمین پانی سے ڈھکی رہے اور کہیں سے زمین برآمد نہواری تحقیقت ایسا ہی تھا تقریباً ریلے مکشوف تو درکنار ریلے درجہ بھی سبب۔ ہمارے درجن زمین کے کہیں ظاہر تھا اور ایسی ترتیب تھی کہ یہ گرہ خاک پانی سے اور پانی ہوا سے محیط تھا لیکن اندرونی دریائے الشین کے جزوہ سے اس متحد سطح میں سنگاف ہو اس سے رقیق مادہ نکل کر سردی سے جمتے جانے کے باعث اس ترتیب میں خلل آنا گیا۔ اس میں بھی شک نہیں ہے۔ کہ قدیم زمانہ میں کیمیائی کارروائیوں کی ترتیب ترکیب اشیاء کی جیسی کثرت تھی اب ویسی نہیں بلکہ اسی انداز سے اب اس کی قلت ہے۔ جبکہ تھوری گہرائی پر حرارت غایت درجہ زیادہ تھی۔ جو آب ویسی نہیں ہے۔ زمین متحدہ کا چمکا کئی تبدیل شدہ حصوں میں مرکب ہے۔ مغیرات سے مرکبات سے پھر ان مرکبات کی آمیزشوں سے دوسرے مرکبات کا ظہور ہوا۔ یہ اخلاف قیاس میں کہیں ہوئے گرم گرہ خضہ لسیڈ کائنات میں وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا پھر متحد ہونے لگا تو جلد سطحی سطح ہوئے جاتے تھے اوسکو اندرونی سیال رقیق مادہ ہمیشہ حرکت میں رکھتا تھا۔ اور سنگافون سے برباد کرتا

رہتا تھا حالانکہ وہ سطح خود بھی گرم تھا اور چندان بخندہ تھا اور جو کمندرون سے بکھرا ہوا تھا وہ پانی بھی  
 گرم اور گندلا تھا جو بیاب ہو کر بلند ہوتا اور ہوا میں نہ ٹھہرنے سے گزرتا تھا اور شمس کی بھی گرمی  
 قریب قریب پہلے ہوئے مادہ کے تھی غیر معلوم عرصہ کے بعد جب ایسی حالت ہوئی کہ سطح زمین  
 زیادہ سطح ہو کر چندان گرم نہ رہا۔ اور پانی نے بھی بیاب بننے اور برسنے میں کچھ قرار پکڑا اور اندرون  
 دیائے آتشیں ہی موجوں نے گرہ منجد کی پوری گولائی نہ رہی اور پہاڑ غار ہونے سے قریب جمع  
 سکون کے مشکوف ہوا اوس وقت بھی منطقہ حارہ ایسا گرم تھا جسے سب سے دامن کی زمین بھی ویسی  
 ہی سخت گرمی سے اوسی درجہ متاثر تھی جو قابل آبادی اجسام نامید کے نہ تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے  
 کہ جیسی اب گرمی منطقہ مذکورہ پر ہے اوس سے سوا قطبوں پر تھی۔ جہاں اجسام نامید کے ہونے کے  
 نشانات پائے جاتے ہیں۔ اور جہاں اب سردی کے سبب اون کی کمی بلکہ نیستی ہے۔ جبکہ  
 خط استوا کی حالت اوس سردی سے سردی میں اس درجہ تک آئی کہ عالم نامید دامن آباد ہو سکے  
 تب قطبین پر اوس کے بالعموم نتیجے ہونے شعاؤں سے ایسی سردی ہوئی کہ عالم نامید کی آبادی ہی  
 کسی وقت میں منطقہ حارہ غیر آباد نہ رہا اور قطبین پر آبادی تھی۔ اب قطبین غیر آباد ہیں اور منطقہ  
 حارہ آباد ہے یہ بات کہ منطقہ حارہ میں اس درجہ کی گرمی اور قطبین پر سردی ہے ایسی  
 حالت زمین کے محور کا اوس کے مدار پر ترجمے ہونے کے سبب ہے کمال ٹھٹھے اور اب بھی موجود  
 ایسی حالت کے اندرونی دریاے آتشیں کی موجیں طوفان خیز ہیں اوس کے سبب سے گرہ زمین پر  
 ہمیشہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جہاں اب دریا ہیں وہاں دریا ہی رہیں  
 گے اور جہاں خشکی ہے وہاں خشکی۔ اور جو حالت گرہ زمین کی ہے وہی رہی۔ بلکہ جہاں پہاڑ ہیں وہاں  
 غا جہاں دریا ہیں وہاں خشکی اور جہاں خشکی ہے وہاں دریا اور جہاں غار ہے وہاں پہاڑ۔ اور جہاں  
 ویرانی ہے وہاں آبادی۔ اور جہاں آبادی ہے وہاں ویرانی اور جہاں آتش فشان پہاڑ ہیں وہ  
 سرد اور جو سرد ہیں وہ آتش فشان پہاڑ جو جہاں گے اور ہوتے ہیں گے۔ اور قطبین پر پہلے آبادی  
 کا ہونا اور منطقہ حارہ پر ہونا اور پھر اوس کے پیچھے منطقہ حارہ میں ہونا اور قطبین پر ہونا یہ انقلاب  
 بھی ظاہر ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حرارت سورج کی گھٹا و پر ہے۔ یا تو اس سبب سے  
 کہ وہ حصہ فضا کا جس میں نظام شمسی اب دورہ کرتا ہے سابق کی فضا سے زیادہ سرد ہے  
 یا آفتاب کی حرارت زمانہ زمانہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر یہ بات تسلیم کیا دے تو بعد فضا میں حرارت آفتاب  
 یا نکل اجسام نامید کا الغد ام یہاں تک یا خالق خود اپنی قدرت سے اوس کو از سر نو پیدا کرے گا یا کوئی ایسی

طاقت بناوے گا جس کے وسیلہ سے وہ پھر پیدا ہو گا تاکہ اجسام نامیہ کا انعدام نہ ہو۔ یہاں گروہ کی محوری گردش محیط کار آمد ہونا اور قطبین کا دوسرا مسئلہ ہے جس تاثر کو زمین نے بھی قبول کیا ہے۔ اگر یہ حالت نہ ہوتی تو بسبب گردش محوری کے خط استوا کی سطح سمندر سے دھکی رہتی اور قطبین پر خشکی ہوتی زمین کا سطح منحد ابتدا میں ۳۳ میل کے انداز پر نہ تھا بہت ہی کم تھا۔ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا جو اب ۳۳ میل کے قریب ہو اس کا بیرونی اور اندرونی سطح جس طرح منحد ہونے لگا اسی طریق سے ترقی پذیر ہوتے ہوئے اس حالت میں آیا اور اس کو اس وقت تک قرار نصیب نہ ہوا۔ جب تک کہ اس قدر دگڑا چھلکا نہ بنا اور پوکا دیا اور اوبلتی ہوئی رقیق چیزوں کا اضطراب جسے وہ محیط تھا نہ ٹھٹھا۔ قدرتی قاعدے اس امر کے لئے اس کے متحرک بتدریج ہوتے تھے غرض کہ ایک تو اندرونی سمندر کی موجیں بہت سی بے ترتیبیاں اور سنگافون کے گرنے میں کامیاب ہوتی گئیں اور دوسرے سرد ہونے کے سبب مادہ منحدہ سے زمین کی خشکیاں اور سطحیں اکثر ہموار ہوتی رہیں۔ ان بل چلون کے اختراع یہ ہوئے کہ گروہ زمین قابل آبادی ہو اچانچہ ان کے نشان سطح زمین پر موجود ہیں۔ خاص کر کہیں کہیں پانی چٹانوں کے شکاف جو سٹنے سے ختم ہو گئے ہیں اس کے شاہد ہیں

## فصل دوم در ظهور عالم نامیہ

یعنی نباتات و حیوانات کے سامان

قدیم زمانہ کی اتری طوفان اور بد نظمی اور اونچ نیچوں اور دھاتوں کی قوت آزمائی کے بعد قدرت نے اپنے نشیمن ایک شاندار حالت میں قرار کے ساتھ جمع کیا اور عالم نامیہ کے ظہور کا باعث ٹھہری زمانہ قدیم سے حرارت اس قدر زیادہ تھی کہ عالم نامیہ کا ظہور مشکل بلکہ غیر ممکن تھا۔ اور سطح زمین تاریکی سے دھکی ہوئی تھی۔ اور ہوا مختلف قسم کی بجلیوں سے ایسی بھری ہوئی تھی کہ سورج کی شعاعیں اس کی غلاظت میں سے پار ہونی کی قوت نہ رکھتی تھیں۔ ایسے گرم سطح پر اور ایسی گرم سخت تاریکی سے مخلوقات نامیہ اس پر خلق نہ ہو سکتی تھی۔ کوئی درخت اور کوئی جانور اس وقت زمین پر آباد نہ تھا۔ ایک طغند سے یہ گروہ بتدریج سرد ہونے لگا اور دوسری طرف سے دوائی بارشیں اس کی ہوا سے محیط کو صاف اور نالغ کر لیں۔ اور ہوا کے صاف ہونے سے زمین کی سطح سے تاریکی کا کم ہونا اور شعاعوں کے پہنچنے سے روشنی کا ظہور ہوتا رہا۔ اور رفتہ رفتہ روشنی کے بھرنے کے سبب سے جو اسباب زندگی کا کافی معدوم تھے اب صاف روشنی کے پہنچنے سے اس کا اثر ظاہر ہونے لگا۔ خاص منفذین حرارت کی دو میں اہل آفتاب دوم اندرونی حصہ زمین کا دریائے آتشیں پہلے زمین کے سطح پر حرارت پیدا کرتا ہے اور دوسرا

آتش فشان پہاڑوں اور قوتوں کا محدث ہے۔ اس دوسرے کو عالم نامیہ کے نمونے کچھ تخلیق نہیں  
عالم نامیہ کا تعلق اول قسم کی حرارت یعنی آفتاب سے ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سب سے بڑا جسم ہر  
سے حرارت طبع ہوتی ہے۔ آفتاب سے دوسرا جسم کوئی نہیں۔ جب اس کی روشنی سطح زمین  
پر نہ آتی تھی تو فطرت بجز زندگی کے تھی۔ گویا ویج جان یا مردہ تھی۔ روشنی کے پہنچنے سے قدرت  
نے انتظام عالم نامیہ کا ایسے وقت میں شروع کیا جبکہ بڑا عظم اور سمندر مناسب حد پر آ رہے تھے  
اور زمین کا اضطراب اور اس کے ٹکٹک اور آتش فشان پہاڑوں سے نشیب و فراز بہت ہی  
کم ہو گئے تھے۔ کیلئے کہ ان حادثات سے سخت آفتیں واقع ہوتی ہیں جو عدم انتظام عالم نامیہ  
ہیں اسی وقت چند قسم کی نباتات پیدا ہوئیں اور سطح زمین کو آراستہ کرنی لیکن اور ان کے  
بعد دوسری قسم کے نباتات درجہ بدرجہ زیادہ اشرطائی حالت میں پیدا ہوتی گئیں۔ اس پیدایش  
کے آخر میں حیوانات کی چند قسمیں پیدا ہوئیں پھر دوسری نسل والے بہ نسبت سابقین کے عمدہ ہوتی  
کی وضع میں مخلوق ہونے لگے۔ اور پانی اور ہوائیں بھی طرح طرح کے جانور پیدا ہونے شروع ہوئے  
ان کے آخر میں انسان اعلیٰ طاقت کے ساتھ زمین پر ظاہر ہوا۔ انسان عقل کا پتلا ہے جسکو پہلی خلقت  
کے پیچھے نئے زمانہ کے لئے قدرت نے بنایا وہ اقنم حیوانات سے سب باتوں میں سبقت لیکر  
اول درخت ہوئے پھر حیوانات کا ظہور ہوا نامیہ کی جو یہ ترتیب بیان کی گئی ہے۔ قیاس سے درست  
معلوم ہوتی ہے۔ بہت پرانے دریاؤں کی پچھٹ میں اور ادرونی سطح سمندر میں ہیں وہ نباتات اور حیوانات  
کے دھانچے ملتے ہیں جو اس گروہ پر آباد تھے۔ اور اب نہیں ہیں۔ قدیم زمانہ میں نباتات بہ نسبت  
حیوانات کے زیادہ اور موجودہ حالت سے مختلف طور کے تھے۔ ابتدائیں حیوانات بھی کم تھے۔ اور  
وہ بھی موجودہ حیوانات سے مختلف تھے۔ رفتہ رفتہ پھر حیوانات کی مانند نباتات کی کثرت ہو گئی اور  
انسان ہوئے۔ اور یہی امر اس کا خاستگان ہے کہ نباتات پہلے ہوئے اور حیوانات بعد ازاں ہوئے  
گئے۔ اس صورت میں پہلا زمانہ نباتات کا دوسرا حیوانات کا تیسرا انسانوں کا مفہوم ہوتا ہے  
نباتات کی بناوٹ مختلف ہے۔ ان کے درے ان ڈھیلے اجزاؤں سے بنے ہیں جو ہوا سے بہت جلد  
متاثر ہوتے ہیں۔ اسی سبب درختوں کی جلدی سے بربادی ہوتی ہے اور وہ آئندہ کے لئے پلشتا  
باقی نہیں رکھتے۔ اور اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں جو بہت قسم کے درخت موجود تھے ان کے  
اب کچھ نشان باقی نہیں ہیں۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سطح زمین پانی سے ڈھکا ہوا تھا اور یہ وہی زمانہ  
ہے جبکہ زندگانی کا ظہور ہوا جب پانی کامل طور سے سرحدوں تک نسل انسان پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ



ترقی کرتی گئی۔ اور اس کی ترقی سے پھر کئی قسم کے نباتات اور جاندار ظاہر ہوئے۔ نباتات اور حیوانات اور  
 انسان کے لئے ضرور ہے کہ جب ہوا صاف ہو جاوے اور سورج اپنی کرنوں کو ہوا کی صفائی سے انتشار  
 کے ساتھ پھیلانے لگے کہ جو مقابل آفتاب کے نہ ہو وہاں بھی اوسکے ذریعے سے روشنی پہنچے۔ اگر ایسا  
 نہ ہوتا تو بہت سے قسم کے نباتات اور حیوانات ہر زمانہ میں موجود نہوتے۔ رشعا عین بخلا مستقیم پھیلتی ہیں  
 اگر ہوا نہ ہوتی تو ہم اوسی حالت میں روشنی پاتے جبکہ آفتاب کے مقابل ہوتے۔ اور جب مقابل نہوتے  
 تو باوجود روز روشن ہونے کے ہم ہمیشہ سخت تاریکی میں رہتے۔ جیسا مکانوں کے اندرون کو ہوا کی بدولت  
 اوجالا پاتے ہیں اور سب کام کرتے ہیں۔ برخلاف اوسکے مثل شب تاریک کے کچھ نہ کر سکتے اور نہ ہاتھ و  
 پاؤں دکھائی دیتا۔ زمانہ قدیم کے عالم نامیہ کائنات اور ڈھانچوں کے علاوہ مولگا بھی اپنا پتہ دیتا ہے  
 اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ انبات قدیم زمانہ سے ہے۔ انسان کی پیدائش زمانہ آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی  
 اور قریب قریب ہے کہ ابتدا میں اجسام نامیہ چھوٹے ہوں اور پھر رفتہ رفتہ اون کا بڑا ہونا یعنی خوردی  
 سے بزرگی میں آنا لازم ہوا۔ اور پھر انحطاط یعنی کمی کی حالت کسی آئندہ زمانہ کے آخر تک ہوتی جاوے۔ پس  
 نباتات اول میں چھوٹے تھے پھر زمانہ دراز کے بعد بڑھتے گئے۔ بڑھنے سے یہہ مراد نہیں کہ جس قدر نباتات  
 چھوٹے تھے سب بڑے ہو کر طول معرض میں بڑا اور پستل کی مانند ہو گئے۔ بلکہ اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ بعض  
 طوائف میں بڑے ہوئے لیکن اکثر کی کلانی اون کی جسامت کی حالت سے بڑھتی رہی جیسا کہ منطقہ  
 حارہ پہلے غیر آباد تھا پھر وہاں روئیدگی ہوئی اور یہاں تک ترقی ہوئی کہ اب وہاں بڑے بڑے درخت پائے  
 جاتے ہیں برخلاف منطقہ معتدلہ کے کہ وہاں چھوٹے قد کے ہوتے ہیں۔ اور منطقہ حارہ میں نہایت ہی  
 چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور قطب پر بالکل نہیں ہوتے جیسے کہ پہلے قطب پر شروع میں نباتات پیدا ہوئیں  
 پھر بڑھتی گئیں پھر ٹھٹھنے لگیں اور چھوٹی ہوئی گئیں یہاں تک کہ اب نباتات وہاں بالکل نہیں۔ یہہ حالتیں علاوہ  
 سردی گرمی کے اثر کے عام طور سے دیکھی جاویں تو کل عالم نامیہ بلکہ کل اجسام میں پائی جائیگی اس ظاہری  
 تبدیلی نے ہر زمانہ کی نباتات میں فرق دکھایا ہے مثلاً ایک زمانہ میں درخت ہے دوسرے زمانہ میں درخت  
 ہو بہو اوسی شکل و صورت کا نہ ہو بلکہ اوس میں ظاہری فرق آگیا۔ اگرچہ نباتات کی اصلی بناوٹ میں فرق  
 شریک ہیں۔ اور نباتات کے لئے ایسے کئی زمانہ گذر گئے ہیں جیسے اول زمانہ میں دوپ پھر گھٹاؤ پھر  
 چھوٹی قسم کی جھاڑی پھر ریشہ دار پھر مثل بارہ سینگوں کے پھر سینگوں شاخدار کے پھر بلند پھر مثل  
 تار اور سرو کے۔ پھر مثل بڑا اور پستل کے ہوتی گئی۔ لیکن جن درختوں کا نام لیا گیا وہ ویسے نہ تھوڑے  
 کی صورتیں اور ہی طرح کی تھیں۔ موجودہ درختوں اور ان کی پھنچوں اور پتیوں سے انکو کچھ نسبت نہیں

ان میں جو بی بناوٹ کے تھے وہ چھوٹی ہی رہے۔ مگر جو بی بناوٹ حالت میں اون کی مضبوطی اور پھیلاؤ کو امتداد کے ساتھ ترقی ہوئی۔ جیسے موجودہ زمانہ میں چھوٹی روئیدگی اور بڑا درخت اپنی اپنی بناوٹ کی حالت میں موجود ہے۔ یہ حالت کئی زمانہ گزرنے اور بہت سے انقلابات کے بعد ہوئی۔ اور ہر زمانہ کی روئیدگی میں برابر کم بیش فرق ہوتا رہا۔ اگرچہ بعض روئیدگیوں میں بناوٹ اور انداز ایسی بھی ہیں جو دوسرے زمانوں میں ان کے زمانہ کی یادگار رہی ہوں۔ جب کہ نباتات پیدا ہوئی تھیں اور ان میں اگرچہ نباتات نہ تھے لیکن زمین کے اندرونی دریا کے آتشیں کی موجوں نے نشاۃ فون سے جو سطح بیرون کیسا تو اون کی صورتیں بعض جگہ ایسی ہیں جو نباتات سے مشابہ ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدرت کی آمادگی اجسام نامیہ کی پیدائش پر مستعد تھی چنانچہ جب گندے پانی کی ہر وقت کی بارش موقوف ہوئی اور سطح زمین سوچ کی روشنی سے منور ہوئی نباتات نے ظہور کیا جس طرح بہت سے مقامات میں خاص اندرونی طبقات زمین میں نباتات کے ڈھانچوں کے نقش و نگار ملتے ہیں ویسی ہی زمین کی درزین بھی ملتی ہیں جن میں لاوا شہریان کے طور پر بکھرا ہوا ہے جن کے نشانوں میں فرق نہایت کم معلوم ہوتا ہے۔ جب نباتات کا زمانہ ہوا تو ہر زمانہ کے نباتات عجیب غریب پیدا ہوئی تھیں اور بعض ایسے ایک وجود سے دوسرے وجود کے سبب پھیری اس کے بعد جب حیوانات کا زمانہ آیا تو زمین کی سطح عمدہ حالت سے مشغوف تھی۔ روشنی نہایت صاف تھی۔ کس لہو کہ ہوا کی صفائی نے اس کو خوبتر صاف کر دیا تھا اور نباتات کے گلنے سے زمین میں عمدہ قوت تولید بھی آگئی تھی اور نباتات کا زمانہ انتہائی ترقی پر تھا۔ اس حالت میں حیوانات پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش بھی ایسی ہی ہوئی جیسے نباتات کی یعنی پہلے چھوٹے چھوٹے پھر بڑے پھر ہر زمانہ کے گزرنے پر اون سے زیادہ بڑے ہوتے گئے اور جیسے قدیم زمانہ میں نباتات کی شروع میں قلت تھی پھر زمانہ میں بڑھتی گئی۔ اسی طرح حیوانات بھی شروع میں نہایت کم تھے پھر بڑھتے گئے۔ اور ہر زمانہ کے نباتات کی مانند حیوانات بھی مختلف تھے۔ اگرچہ ظاہری صورت میں اختلاف تھا مگر اصلی بناوٹ کے قاعدوں میں اتحاد پایا جاتا ہے۔ نباتات اور حیوانات دونوں زندگی رکھتے ہیں یعنی دونوں جاندار ہیں۔ مگر دونوں کی بناوٹ میں کچھ فرق ہے بڑا فرق یہ ہے کہ نباتات کے معدہ ہضم ہوتا ہے اور حیوانات کے معدہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ جگہ جہاں غذا ہضم ہوتی ہے۔ نباتات اپنے جسم سے عموماً اور جڑ سے خصوصاً غذا جذب کرتے ہیں اور شل حیوانوں کے بذریعہ تنفس جذب منفعت اور دفع منفعت سے تروارہ رہتے ہیں۔ دونوں کی غذا کا خلاصہ جذب انابیت خری کے وسیلہ سے تمام جگہ جسم میں پہنچ جاتا ہے اور دوسری بناوٹ نقل کلی نہیں

کرتے۔ اور حیوانات کو یہ قدرت حاصل ہے۔ ابھی ان دونوں کے بیچ میں کوئی خلقت ایسی ہوتی ہے جو درمیانی واسطہ سمجھی جاوے اور تیسری خلقت میں مشابہہ۔ چنانچہ ایسی مخلوق جن کو غریبی کہتے ہیں موجود ہے یہ وہ عالم نامیہ میں سے ہیں جو دونوں میں شریک ہیں اور ان کی تشریح نہایت دقیق عجائبات سے حیرت دکھاتی ہے۔ بہت سی نباتات حیوانات سے مشابہہ ہیں حیوانات کی ادنیٰ جماعہ تہ کو دونوں سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ بعض پودے نہایت درجہ کثیر لکھس ہوتے ہیں جو مٹی کا درخت اور بعض سمندر کے کناروں کے پودوں میں حرکت بھی دکھائی دیتی ہے۔ اور جیسا کہ اولیٰ کے نشانوں اور نباتات کے ڈھانچوں سے بمشکل تمیز ہوتی ہے اسی طرح نباتات اور حیوانات کا حال ہے اولیٰ حیوانات ایسے پیدا ہوئے جو نباتات کی مانند تھے پھر جیسا کہ ان کے ذرات ایک اور ان کی حالتیں دور دورہ ہو گئیں۔ جو نباتات سے مناسبت پیدا کرنے لگیں۔ ابتدائی حیوانات کی شکلیں جڑوں اور پتوں سے مشابہہ تھیں۔ پھر حلقہ کی مانند گول یا مخروطی یا بیضی یا پھر مثلثاتوں یا گاجر کے پھر ان روئیدگیوں کی مانند جو چوٹی چوٹی چند شاخیں رکھتی ہیں۔ یا مانند کیسیوں کے ہیں۔ پھر مانند کی گڑوں یا گھونگھوں یا چھوٹی چھوٹی کی۔ پھر مانند چھلیوں کے یا نافور کے۔ پھر مانند چھکلی یا گڑ یا جھانڈے کے۔ پھر مانند گلوں کے۔ اور پھر تہ میں مانند پھولوں اور پھلوں کے۔ پھر گچھ اور گتے اور باجھ۔ بعض پرندوں کی ہمشکل پھر سانپوں پھر گینڈے اور چھ اونٹ کی پھر بکری کی کچھ ہمشکل پھر بندروں یا بارہ سینگوں یا بچھ اور شتر مرغ اور گائے کے مشابہہ پیدا ہوئے۔ جن چیزوں کا نام لبساک ان سے وہ ہمشکل نہ تھے بالکل غیر صورت میں تھے۔ یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ بغیر استخراج تخم مذکورہ موت کے اجسام نامیہ کی پیدائش نہیں ہوتی جیسے حیوانات مذکورہ موت میں اسی طرح نباتات بھی ہیں حیوانات جس طرح نقل مکانی کر کے تخم رسانی کا سبب ہوتے ہیں اسی طرح اکثرہ نباتات نقل مکانی نہیں کرتے مگر وہاں پرندوں پرندوں کے وسیلے سے جو پھولوں پر بیٹھتے ہیں مذکورہ تخم موت میں پہنچا لے ہیں۔ تب پیدائش ہوتی ہے۔ اگر کوئی درخت نہ مذکورہ نہ موت بلکہ مثل بعض حیوانات تخت کے سوا دوسرے کچھ پیدائش نہیں ہوتی۔ اسلئے تخم کا ہونا ضرور ہے پس جبکہ اول تخم نہ تھا اور نہ اس کی تربیت کی خاص جگہ تھی تو کس طرح درخت اور حیوان پیدا ہوئے۔ اور ذی روح مادہ فی ذی روح مادہ سے بنایا ذی روح ہی سے پیدا ہوا۔ اس خیال کی اصلاح اس سے ہو سکتی ہے کہ کسی تخم کی اگر کیمیا جی جانج کی جاوے تو وہ غصروں سے ترکیب یافتہ پانی جاوے گی پس کسی بیج کا غصروں سے بنانا۔ اور اس کے موافق زمان و مکان اسی پرورش کے قاعدہ کے ساتھ عطا کرنا قدرت کو نہایت سہل ہے اور جب

اوس سے کسی عالم نامید کا ظہور ہوا تو پھر اوس کے استخراج سے دوسرے کا بذات ایک فطرتی تعلق ہے بعض حالات میں جاندار اشیاء کا فقط جاندار ہی سے پیدا ہونا کہتے ہیں۔ اور یہ تجربہ پیش کرتے ہیں کہ کوشش کا شعور یا دوشش کی نلیوں میں بھر کر ایک نالی کو جیسی ہے ویسی ہی کھلے منہ چوڑو اور دوسری کا منہ بند کر بند کر دے پھر عرصہ کے بعد یہ معلوم ہوگا کہ کھلے منہ والی نالی میں کھلے منہ پیدا ہو گئے۔ اور دوسری منہ بند نالی میں منہ پیدا ہوگا۔ کیونکہ ہوا میں جو بیشمار کپڑے ہیں وہ شور بے مین داخل ہو سکیں گے۔ اون کا ایسا جھننا اور ایسا تجربہ پیش کرنا محدود خیال پر مبنی ہے۔ کہہ سکتے کہ ظہور آغاز کائنات میں ذی روح کا نباتات سے پیدا ہونا ہوا جبکہ لئے حال کا تجربہ ناتمام ہے۔ دوسرے اسی نمونہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ تجربہ یا دونوں نلیوں میں داخل کیا گیا اور سوخت ہوا کے بہت سی جانور شور بے مین داخل ہو گئے تھے لیکن میں کیڑوں کا ہو جانا اور دوسری میں ہونا کس طرح تسلیم کیا جاوے۔ اگر ہم کہا جاوے کہ منہ بند کرنیکی حالت میں اچھالنے کی گرمی سے کپڑے مر گئے تو یہ دلیل بھی لمبی نالی میں زیادہ مقدار شور بے کے گرم ہونے سے ویسی مضبوط نہیں جیسی کہ چاہئے۔ اور تجربہ سے ایسی حالتوں کا مشاہدہ ہونا کئی دوسرے سببوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور زمانہ حال ہی میں یہ بات اچھی طرح دیکھی گئی ہے کہ بہت سے درختوں اور اون کے پھلوں میں جہاں ظاہر ہوا کا جانا نہیں پایا جاتا کثرت سے کپڑے ٹوڑے اور میں موجود ہیں یہاں تک کہ روئیدگی کے اندر جانور کپڑے ٹوڑے اور جانوروں کے کپڑے ٹوڑوں کے اندر روئیدگی اس طرح روئیدگی کے اندر روئیدگی اور جانوروں کے اندر جانور بلکہ جانوروں کے اندر جانور ہیں پھر اوس کے اندر جانور یا روئیدگی اور روئیدگی کے اندر جانور روئیدگی ہے پھر اوس کے اندر روئیدگی یا جانور اور اسی طرح جانوروں کے اندر روئیدگی پھر اوس روئیدگی کے اندر جانور یا روئیدگی کے اندر جانور اور اون کے اندر روئیدگی یا بیانی جاتی ہے۔ نباتات کی اقسام میں سے ایک نوع کی کتنی شکلیں موجود ہیں۔ اسی طرح ایک جنس جو انات کی نوع کی کئی صورتیں ہیں۔ ریاحین اور گلاب اور کینڈے وغیرہم بہت سے اقسام کے اور شیر اور گھوڑے اور کتے وغیرہم ایک ایک نوع میں بہت سے اقسام کے دیکھے جاتے ہیں اس صورت میں تخم کا غرض ورنہ بنا اور باعتبار زمان اور مکان اور اینٹرش کسی شے کو اپنی صورتیں بنے پر یہ میں قبول کرتے جانا لیا کہ آتش کا

## فضل تسیری انسان کی ہستی میں

نباتات اور حیوانات کے کئی زمانہ جنکے درمیان دراز عرصہ تھا اور سکے گذرنے کے بعد جبکہ زمین کی سطح مکشوف و بید نباتات اور حیوانات سے آباد ہوتی اور قدرت نے اوس کو فطرتی رونق پھر ہمارے نشوونما دے

رکھی تھی اور شاخیں برگ و بار قدرتی بہار دکھا رہے تھے۔ مغز اردن میں درخون کے جھنڈا دل بہار  
 پہاڑوں سے جھیلے پانی کی تہیوں کا بہنا اور کہیں نشیب میں جھیلوں کا لہرانا اور اون کے گرد حیوانات  
 کا آزادانہ پھرنایا کھڑے رہنا یا بیٹھنا۔ کہیں جانوروں کی مختلف بوائیوں کا سناٹا دینا اور انیس میں  
 کھول کرنا۔ کہیں سمنان ہو کا عالم ہو یا کہیں جھیل یا ندیوں کے کناروں پر درخون کی شاخوں کا پانی  
 ایک جھومنا اور طرح طرح کی روئیدگی کا گاہیتہ اور پھرنایا۔ کہیں پرندوں کی نغمہ سرائی۔ کہیں مہیب جانوروں کی میت  
 ناک آواز سے چٹکی اڑنا اور ڈکرنا اور شہرات الارض کیڑے مکوڑوں کا پھرنایا۔ دریائی اور آبی جانوروں  
 کا سطح آب پر پھرنایا۔ اجسام نامیہ کا غایت درجہ سرسبزی اور آرازدی سے مستانہ معلوم ہونا طبعی قدرت کا  
 دیکھنا تماشا تھا۔ ایسے وقت میں سطح زمین پر جو نمونہ بہشت تھا آدمی کا ظہور ہوا جس طرح نباتات کی  
 آمیزش سے نئی نئی نباتات ہوتی ہیں جیسے آخر میں حیوانات کا وجود ہوا اسی طرح حیوانات کی آمیزش سے  
 نئے نئے حیوانات پیدا ہوتے گئے۔ کئی نوع سے تبدیلیوں کے بعد اس وجود کا ظہور ہوا۔ بندروں کی فتنوں  
 میں سے ایک قسم ہے جس کے دم نہیں اکثر کھڑا ہو کر چلتا ہے اور انسان کے مشابہ ہے جس طرح یہ پیدا  
 ہوا اسی طرح اس سے انسان کی نسبت خیال ہے۔ انسانوں کی معمولی پیدائش ایک ایسے چھوٹے خدا  
 کیڑے سے ہے جیسے موری کی پیچ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے کیڑے مٹی میں کثرت سے ہیں مجامعت  
 کے بعد جب مٹی اندر داخل ہوتی ہے اوس کے کیڑوں کے کیڑوں کو اون اندر مٹی کیسوں کی تلاش  
 ہوتی ہے۔ جس کے اندر بکتر چھوٹا چھوٹا دانہ لیسدا اور لیسدا از رو طوبت ہوتی ہے۔ ان مٹی کی کڑوں  
 میں سوچ جیسی ہی میں مٹھو اترو جلد حیرت کھاتے رہتے ہیں۔ سو کئی کیڑا اپنا سراپا کے اندر داخل کرتا ہے۔  
 اور رطوبت کے ساتھ باکران دانوں سے اپنے تئیں مٹی کے کیڑے کی صورت تبدیل کر کے جنین  
 کی حالت کو نشوونما میں لے آتا ہے۔ پہلے سر بنتا ہے۔ پھر دوسرے اعضا کیڑا اور گوشت اور ہڈیاں  
 اور نظام عصبی وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔ یہ تبدیلی ایسی ہی ہے جیسے کیڑے مکوڑوں کی صورتوں کی دوسری  
 نئی صورتوں میں تبدیل جاتے ہیں۔ اور تبدیلی ایسی ہی جیسی جو پہلی صورت سے کچھ بھی کس طرح کی  
 مناسبت نہیں رکھتی۔ کیڑے مکوڑوں کی تبدیلی نہایت درجہ ناک ہے۔ انسان کی ہستی تمام  
 حیوانات میں غایت درجہ عجیب تھی۔ یہ اپنی عجیب شکل کے ساتھ برہنہ اور کمر و زینہ پر پوشا اور  
 کی طرح نہ اون نہ پر کدھی لباس پہنچا ہوا ہے نہ اعضا میں مثل دوسرے قوی ہیکل جانوروں کے توانائی  
 اور نہ داندوں کے سے نیز ناخن نہ اون کی مانند رفتار نہ اون کے دانتوں کے مانند دانتوں میں قوی  
 نہ ایسے بازو جس سے ہوا میں اڑ سکے نہ دریا میں تیر سکے۔ اگرچہ یہ تمام چیزیں سب سے ممتاز ہیں

مگر وہ مثل حیوانی عقل کے ہے۔ نباتات میں حیوانات کے مشابہ یہ بھی صدمہ یا قسم کے جانوروں میں سے  
ایک جانور ہے۔ مگر غریب یہ کہ جانور تو پھر بھی اپنی جلی فطرت پر اپنی معاش اور گذر اوقات میں خوش اور سبقت  
میں اسکو جو عقل دی گئی ہے اوسکے وسیلہ سے ہمیشہ سوچ بچار میں فکر مند رہتا ہے اوسکو بھی انکی  
فکر مچائی کچھ پتے پھیل پھول کھا لیتا جب درندوں کو جانور بار کر کھاتے دیکھا تو اونکی دیکھا دیکھی اس نے  
بھی ایسا ہی کر دیا تھا۔ اب جو جانور اس سے بخوف تھے جب اُنکو کھانے کے لئے مارا جا پاؤہ منتفر ہوئے  
اور جو جانور سہیت ناگ زور اور تھے انسان نے اُن سے خود کنارہ کیا۔ جو کمزور تھے وہ پتھر اور لکڑیوں  
کے مارنے سے بھاگنے لگے پھر عقل کی بھری سے صنعت لگائی کہ کوئی پتھر چھوٹا سا ایسا لے جس میں  
چھید ہو یا لکڑی سوراخدار کہ ان دونوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے بطور کھپڑی یا کھن کی بناؤ  
اور اس ذریعہ سے جانوروں کو بار کر اُن کا گوشت حاصل کرے۔ اس تجویز سے اُس نے جانور کو بار کر اُن  
کا گوشت کھا لیا اوسکے چڑے کو بدن سے بغیر دم کاٹنے اور کھری دور کرنے کے لپیٹ لیا۔ یہ ابتدائی  
صنعت اور خوراک اور لباس تھا یا س معیشت سے بلا خوف پہاڑوں اور جنگلوں میں دریاؤں کے  
کنارے جہاں بہت سے اقسام کے جانور رکھتا تھے گینڈے۔ شیر۔ بارہ سینکے وغیرہ سے مشابہت  
پہاڑوں کے غاروں ہی میں زندگی بسر کرنے لگا ایسی حالت سے یکے بعد دیگرے زمانہ گذر گیا اُن  
کی تعداد بہت ہی کم پھیلی۔ کیلئے کہ عقل نے تجربوں سے ترقی نہیں پائی تھی۔ وہی پوشاک اور خوراک  
وہی غار کی سکونت جیسی تھی اوس میں کچھ تبدیلی نہ تھی۔ دھوپ کی شدت کو کسی درخت کے سایہ  
دور کیا۔ اور بارش ہونے سے کسی گھوہ میں گھس جانے پڑا پائی۔ اگر کسی درندہ نے سایہ یا گھوہ  
میں پھاڑ ڈالا خود اوس کی خوراک بن گیا۔ جب سے جانوروں کو یہ مارنے لگا وہ وحشت پکڑنے لگے  
اور درندہ جانوروں نے اپنی خوراک کے لئے اسکو آسانی کمزوری کے سبب اپنا شکار ٹھیرایا یا جو کے  
لئے تہ تیغ کیا تھے نہ جاسے محفوظ یہ وجہ اس کی کمی کی ہوئی۔ مگر آفرین ہے اس کی بہت پر کہ ہزاروں مہینہ  
درندوں اور خوراک جانوروں میں سینکڑوں کوس کے جنگلوں اور پہاڑوں میں جہاں آبادی کا نام  
دلشان نہ تھا۔ وہاں خود اُنکا دو کا بدن سے چمڑا لپٹے کھانا تھا تہ میں لئے پھر رہا ہے۔ انسان میں  
دو جو رہے بہا میں اول عقل دوسرے سمیت۔ ان کے ذریعہ سے وہ سب چیزوں پر قادر ہوا اور سب  
کچھ کر سکتا ہے۔ جانوروں کو ابتدائیں انسان سے وحشت کے دو سبب تھے۔ ایک بھوک دفع کرنے  
کے لئے کسی جانور کا شکار کرنا دوسرے اوس کی ہلاکت سے بچنے کے لئے اوسکو مارنا اور انسان کی ہلاکت  
کے بھی جانوروں میں دو سبب تھے پھر انسان نے جانوروں کی اینداز کی سبب رفتہ رفتہ اُنکا لے ایک تو



یہ کجاوڑوں کو اون کی آنادی سے محروم رکھ کے اپنی قیدیوں لاکراؤں سے اپنی مرضی کے مطابق کام  
 لینے لگا اس میں اون کی تکلیف کی کچھ خبر نہ رکھتا۔ اور دوسرے باوجود خوراک موجود ہونے کے  
 اپنی تفریح کا طبع کے لئے اون کو صد سیدھا پچا یا ہلاک کرتا بغیر خیال اس بات کے کہ اس سے ہس کو کچھ  
 فائدہ ہے یا نہیں۔ یہی چار دن سبب جاناوڑوں کو انسان سے وحشت دلانے کے ہوئے کہ جہاں  
 انسان کی شکل دیکھی اور بھاگ نکلے۔ اگر ان باتوں کا خون نہ ہو تو جاناوڑوں کو وحشت مطلق نہ ہے  
 اور ظاہر ہے کہ جو شخص جاناوڑوں سے محسن سلوک پیش آتا ہے۔ اون کی وحشت انست سے پہلانی  
 ہے۔ شیر اور سانپ اسی سبب سوانوس ہو جاتے ہیں کہ انسان کی سختی کو محبت سے برداشت کرتے  
 ہیں۔ چنانچہ انسان ہی شیر کو ٹھونس مار کر اوس کا گھنہ چھلواتا ہے۔

اور جب گھنہ چھلواتا ہے تو اپنا سر اوس کے منہ میں ٹوکوں کو ترستا دکھانے کے لئے دیتا ہے۔ اور دوسرے  
 ہلاتے وقت سانپ کی عدم فوجت سے اوس کے سر پر لکڑی مارتا ہے تاہم سانپ لکڑی کھا کر اپنے سر کو  
 غربت سے الٹا جھکا لیتا ہے جیسا کوئی پیار اور محبت کرتا ہو۔ ایک محافظ شیر کی کوٹھڑی صاف  
 کرنے کیلئے شیر کھڑا تھا اوس کے چلتے ہی شیر زمین پر لوٹ گیا اور دم ہلا کر اوس سے چٹنے لگا اور کامل طور  
 سے محبت اور پیار کی نشانیان ظاہر کیں۔ محافظ نے ٹھوکر مار کر اوس کو بٹا ناچا یا لکڑی اوس کے  
 پیروں پر لوٹا رہا تب اوس نے دو دفعہ لکڑی ماری۔ شیر وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ لیٹ کر دم  
 ہلانے لگا۔ اب تک بعض جزیرے ایسے ہیں جہاں انسان اقل پہنچے ہیں۔ وہاں کے جاناوڑوں کی  
 صورت اور شکل کو دیکھتے تھے۔ اور بالکل وحشت نہ کرتے تھے جب انسان ہی اون کو صد سیدھا پچا  
 وہ بھی بھاگنے لگے۔ اور اپنی ٹہنیں اون کے شر سے بچایا۔ نباتات بھی اون کی صنعت قطع و برید اور تراش  
 و تراش کے تصرفات سے نہ بچے جمادات کی یہ حالت ہوئی کہ پہاڑوں کے اندر اور زمین اور دیواروں  
 کے نیچے سر کھین جاسی کر دیں۔ سمندر کا یہ حال ہوا کہ کسی جگہ اوسے بٹا کر اوس کے قبضہ کی اندرونی  
 سطح پر خود قابض ہوئے۔ پانی کے دھوکین اوڑا لئے۔ ہوا کو تالچ کیا بجلی کو چاکر بنا یا غرض  
 ہر اعظم کی صورت بدل ڈالی۔ پھر چوہات کی کیا بساط ہے۔ اونکو انسانوں کا جتنا ڈر ہو اوتنا ہی سانپ  
 ہے مگر جاناوڑوں نے بھی جیسا موقع پایا بدلا لینے میں دریغ نہ کیا اور اتنا زمین عدم مواقع حفاظت  
 سے انسان کی نسل درندوں کی ہلاکت سے کم پھیلی۔ جب آدمی جاناوڑوں کی طرح پرندہ خاواروں میں  
 رہتے تھے۔ دندے اونکو وہاں ہی جا کر مار ڈالتے اور کھا لیتے تھے۔ تب اونہوں نے اول خبردار لکڑیوں  
 سے زان بعد آگ پر قادر ہونے سے آگ جلا کر غاروں کا موٹہ اونکے اندر جانے سے بند کیا لیکن ہندے

باہر گھات میں بیٹھے تھے۔ جب یہ باہر آئے تب مار کھاتے۔ ان آفتون سے انسان کم رہے۔ مرنے کے  
 بعد پھر ایک زمانہ آیا جسکی بہار کے جمال کی حالت کمال پر تھی۔ سطح زمیں کے جملہ مقامات بہایت پر فضا  
 تھے جن مقاموں میں ایک جگہ ایسی تھی جہاں مختلف اقسام کے چھوٹے بڑے درخت کثرت سے تھے  
 اور انھیں درختوں میں پانی کی چھیل میں ہر طرح کے آبی جانور تیر رہے تھے اور کھانا روٹوں  
 میں بہت سے جانور تھے جو اب بھی پائے جاتے ہیں۔ مثل چھتر۔ بکری۔ گاسے۔ بھیتس۔ ہرن۔  
 بارہ سینگا۔ کھوڑا۔ اونٹ۔ گورخر وغیرہ اور طرح طرح کے موجود تھے۔ دیان حضرت آدم اور حوا  
 علیہما السلام بھی موجود تھے۔ اگرچہ انسان کی پیدائش کے بارہویں کئی زمانے قرار دئے جاتے ہیں  
 اور اس کی اصل کے کئی مرتبہ ٹھہراتے ہیں۔ لیکن کتاب آدم علیہ السلام سے ہی اس کی نسل قرار  
 دیتے ہیں کس لئے تمیز کی حالت میں آدمیوں کے آئینے اقبال اسی زمانہ سے سمجھی جاتی ہے اس زمانہ  
 سے آدمیوں کی قوت متیزہ میں کچھ ترقی شروع ہوئی اور عرصہ میں ان کے کئی ہی گروہ کئی جنگلوں  
 میں آباد ہوئے۔ یہاں تک کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام کا آیا طوفان نوح سے یہ مراد ہے کہ سمندر کی  
 اندر وحی تھوڑے آتشیں کی موجوں سے فرا ہوئی اور خشکی کا فرا سطح نشیب میں آیا۔ اس لئے سمندر  
 اکثر بڑا عظیم یورپ اور ایشیا کے خشک حصوں پر پھیل گیا اور پہاڑ تک غرق ہو گئے۔ سمندر خشکی پر  
 کوسوں گہرا اس تیسری سے پچھلے لگا کہ ہر طرف سے پانی کے بڑے بڑے سیلابوں نے مثل سلسلہ  
 پہاڑوں کے آفا کا تمام جنگلوں اور پہاڑوں کو ڈبو دیا۔ اور خطہ خطہ طوفان کا چڑھا دھوا ہوتا گیا۔  
 حیوانات میں جن کو موقع پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جانے کا ملا وہ بڑھ گئے اور پہاڑ کے غرق ہونے  
 کے ساتھ وہ بھی سب غرق ہو گئے۔ کئی جانور اور درختوں کے ساتھ آدمی بھی چڑھ گئے آخر  
 سب ہلاک ہوئے قبل پیدا ہونے آدمیوں کے ایسے کئی طوفان آئے ہوں گے۔ لیکن یہ دنیا ان کے  
 آخری طوفان کا پڑا ہے۔ آبی جانور ان کی دیان جو طوفان نوح کے چٹ جانے پر پانی کے ساتھ بلند  
 پہاڑوں کے نشیبوں میں رہ گئیں تھیں وہ اس طوفان کی تاریخی خبر دیتی ہیں جسکو غور سے پانچھزار  
 برس کا گذرنا ہے۔ اس طوفان سے پہلی حالت کا صحیح پتہ نہیں ملتا۔ یہ امر دوسرا ہے جو کچھ اہل کتاب  
 بیان کریں ہندو مخالفین یا ہنود جو چوبیس بیان کریں اس سے آتش پرست بھی نہ جانیں۔ اور جس بات کو اکثر  
 پرست یا دیگرین اس سے جمن والے تسلیم نہ کریں اور جسے جمن والے بیان کریں وہ بودہ والوں کے نزدیک  
 مشتمل نہیں۔ اسی طرح ان سب کی اقوال کی اہل کتاب تردید کریں۔ چرائی کہاوتیں اقوال منقولی میں بدل  
 منقولی میں کہ قبولیت کے سوا تردید میں نال ہو۔ اس طوفان سے آدمیوں کی آبادی اور آدمی سب دہ گئے

تھے۔ ایک مالی خاندان کے بچے جانے پڑاؤں سے پھر آبادی البشیا کے زیرِ غمر ارون میں دریائے جیون کے  
 سینہ زار کناروں پر پھیلی۔ جہاں گلابانی صاف شفاف اور مہو معطر خوشگوار معتدل اور قدرتی زرخیزی  
 غایت میں خوش برکتی اور ایک عرصہ میں کثرت سے آبادی ہو گئی۔ اس زمانہ میں آدمی کھوڑا وغیرہ جانوروں  
 کھاتے تھے اور کو پالتے نہ تھے اور نہ گدھا۔ غنس۔ لٹ پالتے تھے۔ کشتکاری کرتے تھے۔ شرع میں بھڑکڑو  
 کو پال کر گتوں سے ارون کی نگہبانی کرتے تھے۔ مکانات اور شھر نہاد بالکل نہ تھے موسم سرما میں زمین کے کنارے  
 سو راخ کرتے اور لکڑی اور گائے کے گریسے چھت کو پاٹ لینے۔ اور گرمیوں میں لکڑیاں کھڑی کر کے پتوں سے  
 چھکراؤں میں رہنے کی شہادت تیار کرتے اور پتوں سے پلوں کا چڑے کی تہی۔ دھات کی استعمال سے  
 ناواقف تھے۔ مہینوں کے نام تھے پھر کھوڑا تیل۔ لٹ وغیرہ جانور پالتے تھے۔ اور لوگوں کو لکڑی سے زمین میں  
 چھید کر کے کیوں یا جو پالتے تھے۔ اور مکان بنا کر آبادی کے گرد پائے کرنے لگے۔ مٹی اور پتھر کے ترن بناتے  
 اور آدمی کپڑا پہنا شروع کیا۔ تمدنی اور اخلاقی اور مذہبی خیالات انہیں کچھ پیدا ہونے لگے پھر انیس کی اڑائیوں  
 کے سبب دور دراز ملکوں میں جا کر آباد ہوئے۔ اور غالباً انھیں اڑائیوں کے سبب جیروں میں ابرار کیا  
 بذریعہ ٹھہروں اور پڑوں کے کھڑائیوں کو عبور کرنے سے جالیسے پھر رفتہ رفتہ ارون میں تمدنی اور اخلاقی اور مذہبی  
 خیالات نے ترقی پکڑی۔ اب یہی بعض جیروں کے آدمی اگر بالکل اسی طرح کے تمدنی کچھ پیدا ہوئے تو شاید  
 پر میں جو قبل متفرق ہونے کے دریاؤں کے اطراف میں آباد تھے۔ انسان علاوہ سفید رنگ کے کا پیلے  
 کچھ مختلف وضع کے ہیں جیسے حشی۔ ہائیل۔ بنک۔ آدمی یہ صرف آج ہوا کے اثر کا نتیجہ ہے جو انسانی بناوٹ پر  
 پڑتا ہے پھر ارون کے امتزاج سے کئی قسم کی نسلیں سمجھی جاتی ہیں۔ دراصل ان سب کی نسل ایک ہے  
 آدمیوں کی تمام حیوانات سے ممتاز حالتیں ان سب باتوں سے بھی جاتی ہیں کہ ان کی صنعت سے آدمی  
 ایک ہوشیار اور اخلاقی حالت میں پیدا ہوا یا یوں سمجھنا چاہیے کہ وہ کوئی کارہ اشرف مادہ دیا گیا جو کسی  
 حیوان کو حاصل نہ ہوا یا اس کو عقل دی گئی۔ اگرچہ اور جانوروں کو بھی عقل دی گئی جسکو عقل حیوانی کہتے ہیں  
 اور کئی باتوں میں انکو خیال ہوتا ہے۔ اور بہت سی باتیں انکی سمجھ اور سمجھ کی ہوتی ہیں چند باتوں میں  
 جانور و انکی عقل آدمیوں کی عقل سے مل بھی جاتی ہے۔ بلکہ بعض جانور اسی حیرت انگیز کارروائی اپنی علی صنعت و  
 کوشش کے آدمی حیران رہ جاتا ہوتا ہاں وہ جانور میں اور آدمی آدمی ہے اسکو اللہ تعالیٰ عطا ہوئی ہے جو خاصہ اسکی  
 دوسری حیوان اس سے محروم ہیں۔ انسان کی پیدایش غایت درجہ خوبی سے ایسے طریقہ پر ہوئی ہے کہ کسی سرگی  
 نہیں کیسے جو قصور یا کسرت ہو اور کیا کیا منصوبے بنا کر جسکو سب سے ممتاز درجہ پر اسنے ترقی پائی  
 دنیا کو تاج کیا اپنی سلطنت قائم کی اور کسے اعلیٰ خیالات اور سکون سمجھنے کے اسنے خدائے تعالیٰ کے عطا کردہ علم اور عقل

کے کیسے عمدہ قواعد ایجاد کئے جن سے نامعلوم اور مجہول حیرت انگیز باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اسنے اپنی مہستی کا انھیں  
 باتوں سے اپنے تئیں نئی قسم کی کائنات میں ظاہر کر دیا۔ کیسے کہ جو کچھ اسنے سمجھا اور کیا دوسرے کسی حیوان سے  
 نہیں ہو سکتا اسی سبب سے اہل کتاب کا مقولہ ہے کہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا اور بعض مخلوقات کا انسانی  
 نسل کی نسبت ایسا خیال ہے کہ ابتدا میں بندروں کی قسموں میں کسی ایک قسم سے انسان پیدا ہوا۔ ان کا چہرہ نوع اول  
 میں خوفناک اور بد وضع اور غیر ہادی المشرق تھا۔ وہ غاروں میں ریچھوں اور شیروں کی طرح رہتے اور جنگلی جانوروں  
 کی طرح عقل حیوانی رکھتے تھے اور ایسی حالت میں کہ انکو جنگلی جانوروں سے اپنی مہستی کے لئے لڑنا پڑتا تھا۔ پھر  
 یہ زمانہ گزر گیا اولیٰ حالت کا زمانہ آیا کہ اوس کا چہرہ کھلا ہوا وضد ار معلوم ہونیکار بدن کو پوست کی اُون کم ہوئی  
 اور زبان ریلیا۔ پھر منسا رہی کی حالت سے گروہ گروہ ہو کر رہنے لگے۔ اس حالت سے انکو یہاں تک تقویت ہوئی کہ  
 جانوروں کو دھمکانے اور غصوں سے فائدہ لینے اور بہت سے خون و خطرہ سے بچنے اور جو نصیب کسی طرف سے آتی اور  
 سے محفوظ رہتے اور جانوروں پر حکومت کرنے لگے یہ مدت تک بکالوش جانوروں کے شکار ہوتے رہے اور ان کے دوسرے  
 تئیں جہاں کہیں پناہ میں لیگئے وہاں بھی پیشوا خطرہ سے محفوظ رہے۔ آخر اتفاق جو ایک ٹہری قوت اور دراصل  
 بھاری نعمت الہی ہے اوسکی مدد سے کان بندے اور ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا۔ اول ہتھیروں کے ٹکڑوں کے  
 گلابی کی مانند آرمینا یا جو آدمی کی سادی طرز میں سب سے اول بناوٹ کا نمونہ تھا اور آتش فشان پہاڑوں کے  
 یا ہتھیروں کے ٹکڑے سے اگ حاصل کر کے اپنے مسکن میں رکھی۔ اور مکان کی صفائی کی۔ اور ہتھیروں کے گلابی  
 سے لکڑیاں کاٹ کر لائے اور لڑائی کے ہتھیاروں کو ان سے درست کیا۔ پھر اپنی ضرورت کے لایق اور اربانے  
 لگے اور سونے اور لوہے اور لکڑیاں ہی جو گرز اور برچھ کا کام دینے کے قابل تھیں بنائیں اور جانوروں کے پٹھے  
 اور درختوں کے ریشے سے کسی نرم چھال اور چمکدار شاخ کے سروں سے باندھنے سے جسے ریشی کا کام دیا مسکن  
 تیار کی جس میں نوکدار لکڑی نے تیرکا اور گولی نما ہتھیروں نے بندوق کا کام دیا اور پھر بھندے اور جال جانوروں کے  
 پکڑنے کے لئے اور ڈونگے پانی میں جانے کے لئے تیار کئے اور اپنے اپنے جگہ گاہ فزوق اور خاندان مقدر کئے  
 پھر ایسے فریق بہت سے ہو جانے کے سبب زمین تک مناسب جانا آئیں میں تقسیم کرنے لگے اور محنت سحر میں  
 یہ قابض ہوئے یہی زمین کی حکومت کا آغاز ہے۔ اور انہوں نے زمین میں کشتکاری کی اور قوم کے خاندانوں کے  
 لئے ایسی باتیں جاری کیں جن سے قوم کو تقویت حاصل ہوئی۔ فی الحقیقت جبکہ انسان اول ہی اول پیدا ہوا تو وہ  
 بیشمار اذیت کی موجودگی میں بوقت اول دوسرے جانوروں کی بناوٹ اور بہت کے نہایت ہی مرکز تھا ان اسکے پاس تھی  
 اور نہ قدرتی جانوروں سے دوسری جانوروں کی طرح مسلح نہ تھا یہ مطلق سحر تھا یہ وہاں آگسٹ تھا نہ پانی میں شیش  
 مسکتا تھا نہ غمرات لاف سے اپنے تئیں بچا سکتا تھا لیکن خدا کا شکر کہ ادا ہو سکتا ہے جسے ایک جہت سے

اوسکو دیا جو عقل ہے جس سے سب کا ذی انتہہ حاکم ہو کر سب کو زیر اور ہو گیا اور سب اس  
 ڈرنے لگے اور سب نے اس کی حکومت تسلیم کی۔ جیسے آب و ہوا کے اثر سے اس کی صورتوں میں اختلاف ہے ایسی  
 ہی سیرتوں کا حال باعتبار تمدن اور اخلاق اور مذہب کے ہے۔ جتنا محدود و محدود اس کی زندگی کا ہے اوس سے  
 زیادہ اوس کے لامحدود خیالات اور خواہشیں ہیں۔ جتنی خود غرضیاں اور شراتیں اس میں مجسم ہوتی ہیں۔  
 اتنی ہی فوائد اور نیکیوں کا منہج ہے۔ کہیں اس وجہ کی عقلمندی کہ آسمان میں خوشگلی جاگنا لگی۔ کہیں اس وجہ  
 کی حماقت کہ جانوروں سے بدترین ہو گیا۔ کہیں عابد بنکر فرشتوں پر شرف لگیا۔ کہیں شیطان کے کان  
 کاٹے۔ کہیں دولت اور ثروت سے خود فیضیاب ہو کر بہتوں کا فیض بنا۔ کہیں سوکھے ٹکڑوں سے اپنا ہی  
 پیٹ نہ بھر سکا۔ کہیں عزت کا تاج سر پر رکھا۔ کہیں ذلت کے کمبوں میں گرا۔ کہیں ہندوستانی سے مذکشت  
 کی سوچی کہیں مرض سے ماتمہ پاؤں پلا نا دشوار ہوا۔ کہیں خوشی میں راگ لگایا۔ کہیں غم اور اندوہ سے رنار بنا کہیں  
 مقبول ہوا کہیں مردود ہوا۔ عرض یہ خالی پتلا عجیب معجون مرکب ہے۔

۲

۳

۴

## خاتمہ از مصنف

جسے اپنے تئیں بچانا اوسنے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کی۔ یہ رسالہ مسیحی معرفت لازمی کے علاوہ  
 عرفان متعبدی کا سبق دیتا ہے۔ انسان کی قدامت اور اوس کے مرکز کی معرفت کے بارہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں جلدیں  
 لکھی گئیں۔ ان کے سوا عالم حیوانات اور نباتات اور جمیع مخلوقات و موجودات کی ماہیت کا نہایت درجہ مختصر  
 حال اسمیں بیان ہوا ہے۔ ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ کون زمین کے بنائے میں قدرت کاملہ کیسے ظاہر کی  
 گئی ہے۔ اور قدرتی تدبیروں سے کیسے کیسے طلسمات زمین پر پیدا ہوئے اور اس کی پائیداری کے کوئی کسے انکار  
 نہیں اور کیسی اعلیٰ قوتیں شکلوں اور زندگی کو قائم رکھتی ہیں جسے اجسام متاثر ہو کر انتظام عالم کا سلسلہ  
 استواری سے برقرار ہے اور کیسی ہیڈ تائیرین اور کرشمے اور کیسی ہرٹ انکیزیاں اجسام میں پائی جاتی ہیں اور یہ بھی  
 ظاہر ہو گا کہ انسانوں کی پیدائش سے پہلے زمین کیسے کڑھڑوں نباتات اور حیوانات سے معمور تھی۔ اور بہت  
 آجرات سے اب افکی جگہ دوسرے بیشمار ذوی الحیات اور نباتات ہیں۔ کیا شان الہی ہے کہ جو اجسام نام نہاد  
 تھے وہ اب نہیں اور جو اب ہیں وہ آئندہ انہوں کے زمانہ استقبال غیر معلوم میں کیا کیا حادثات حادث ہونے  
 اسی طرح یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ اجم فلکیہ کیسے ہی عجائبات اور غرائب سے معمور ہے ہونے میں۔ جیسے  
 سورج بمقتلہ ہا زمین کے جو آسمان لاکھ حصہ بڑا ہے وہ کیسی قدرت الہی کے طلسمات کا ڈھیر ہے ویسی ہی





# تقریظ انجیسا ربواور لیل حمدین شریعت مدیر و متهم شوکت المظاہر ششمہ ہند

از تربت نظام افزائش چون باد آگہ

حوادث راز تائیر خرم آسمان بینی

کتاب رموز ہستی جو اپنے اسم سے کسی کی خبر دیتی ہے اور لوگوں کے لئے رہنما ہو جنکو قادر مطلق نے یہ دعا مانگی کہ  
ہدایت کی ہو کہ رہتا ماخلقت ہذا باطل یعنی ایجاد تو نے ممکنات و کمونات و ملکیات کو یوں ہی عیب پیدا نہیں کیا یعنی  
اون سے تیری شان تخلیق ظاہر ہوتی ہو اور ثابت ہوتا ہو کہ تیری قدرت کھدر محیطی اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات و مخلوقات اور  
انکے حقایق کا جقدر علم بڑھتا جائیگا اسی قدر صانع اور خالق کی قدرت ان چیزوں سے جانو والوں اور پچھانو والوں کو  
پراگشکا ہوگی جابگی یہ عام مقولہ کہ جاہل خدا کو نہیں پہچان سکتا اس لئے تسلیم کیا جاتا ہو کہ وہ مصنوعات سے واقف نہیں پہنچ  
کو کیونکہ پہچاننا کہ نہ مانہ جاہلیت سے مراد نہ کفر ہے۔

اس زمانہ کو لوگ ایسے کافر تھے کہ وجود خداوندی اور انکی قدرت و صفت کو بولے ہوئے تھے وہ انکو لڑے ہوئے یا پھیرے  
ہوئے بتوں کے سوا دوسرا علم رکھتے تھے ہم یکم بھی نعم لایحسب ان کی شان تھی بیشک جناب باری کو اس فرمان و جب الادعا  
پر ہمارا ایمان ہو کہ ما علم حق و ربک الا ہو یعنی خدا اسکے لشکروں کو خدا ہی نہیں جانتا اور جو یہ کہ ممکنات و کمونات غیر متناہی  
ہیں پس انکے حقایق و مہیات بھی غیر متناہی ہیں اور یہ ثابت ہو کہ نہ نامی اور معدود غیر محدود و نامناہی کا علم  
نہیں کر سکتا تاہم قدر و وسع اور خدا مکان کے موافق ہو کہ حقایق و مشاہد کے جاننے کا حکم دیا گیا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ فرمایا کہ  
انپا اور اپنی قوتوں سمع اور بصر وغیرہ کا نمونہ عطا فرما کر بلکہ اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا پس خدا اگر خلیفہ کی یہ شان نہیں کہ  
وہ کچھ بنانے ایسے فرمایا ہو کہ اقلانہ عقرون اور اقلانہ بدرون اور اشراد و ہوا جو دنیائے شکم اظہار عقرون یعنی خدا تعالیٰ  
ذات میں موجود ہو نہ کیوں نہیں دیکھتو یعنی علم اور نظر سے کیوں کام نہیں لیتے مطلب یہ ہو کہ اگر ہم دیکھنے کا اسادہ کر دے تو وہ  
خود شکوہ دکانی دیکھا پس تیرہویں صدی کو شکم اور بھنق حکیم اور بدوقی عاجز اب فیض انتساب مولانا محمد عبدالرحمن صاحب  
اکیلانی جج و سیرنڈنٹ لائو پریس رایت اوپور نے جنکو مسلمانوں کا متحد و کہنا بھی موزوں ہے یہ کتاب اور ایسی ہی دوسری  
کتابیں تصنیف و تالیف فرما کر طبع کرائیں اور انہیں صدی کو دویں جو اپنے فلسفے اور سائنس سے دنیا پر محیط ایک مشکل  
توفیق نہ صرف اہل اسلام بلکہ بنی نوع انسان کی راہ میں رکھی تاکہ وہ اس کی روشنی میں فرائض و قصود پر چلیں اور جبل کی  
تاریکی سے نکلیں یا خدا تو مولف و مصنف کا وہ معیار لاجو اس کام کو خاطر ہے اور جس نیت سے خداوندی اپنی قوت  
دماغی و مالی صرف کی ہو اس کا ثمرہ و ایں میں اس عطا کر اور اسنو یاد دہن عمل کی توفیق دے۔

آمین ثم آمین

# اخبار شمیم

اگر دو لکھ پچھار فارم - ویسی انشا پردازی اور نظم و نثر کا استاد - پولیٹیکل اور سوشل معاملات کا جرنل سلاؤ  
پر شرک و بدعت کی برائیاں تو حید و سنت کی خوبیاں ظاہر کرنے والا مغربی اور مشرقی روشنی کا مقابلہ کر کے  
خدا صفا دوع مالکد بر عمل سکھانے والا کانٹے دو کر کے بھول چٹنے کی ہدایت کرنے والا ہر انگریزی مہینہ  
کی پہلی - آٹھویں - سوٹھویں - چوبیسویں - کو شائع ہوتا ہے قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک مع

## حمایل کلام مجیب مع حاشیہ

میرن السطور میں شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ اور حاشیہ پروردہ احادیث و حدیث و ترجمہ اور فوائد و حاشیہ  
جو آیات قرآنی سے منطبق ہیں طویل اور بسیط احادیث اور اول کے ترجمہ کے لئے اخیر میں صفحات کا نمبر دیکر  
ہر جزو کے قریب اور اق لگائے گئے ہیں بیشک ایسی حمایل آج تک طبع نہیں ہوئی ہیں قرآن و حدیث دو دو جو ہیں  
یہ حمایل و اعطوں کی تورج ہے قیمت مع محصول ڈاک سے

## شمایل نبوی صلیم

آنحضرت صلیم کے عادات و خصائل و طرز معاشرت کا احادیث کی مدد سے بیان ہے اسطور میں اردو تحت اللفظ ترجمہ  
ایک دفعہ میں فوائد حاشیہ پر نبوی راہ سنت اور دیوان حضرت مسلم قوم در لغت ہے اسکے دیکھے ہوئے ہیں  
یاد رہے ہوتا ہو حسن عمل کی توفیق ہوتی ہے - جلی قلم ہے دبیر کا غد ہے قیمت مع محصول ڈاک پھر  
تعلیم و عمل بالحدیث یہ عجیب و غریب کتاب نواب محسن الملک محسن الدولہ مولوی سید محمد علی خان صاحب  
بہادر فاضل سکریٹری حید آباد دکن و مصنف آیات بنیات و تصنیف فرامی ہو ہیں تقلید کی پوری تلاش ہے کہ کب سو  
شرح ہوئی اور کب سو اسکے دیکھو نور ہو اور اس سے پہلے صحابہ کا کیا عمل تھا اور پھر ان میں اک حاکم ہو دیکھو نبوی  
عطا کر گئی ہے قیمت مع محصول ڈاک بصیغہ دیو پے اپریل ۶